خواتین کی زیب و زینت
کے شرعی احکام اور اُن کی سائنسی حکمتیں

تالیف
مفتی ضیاء الرحمٰن
استاد جامعہ فاروقیہ کراچی

خواتین کی زیب و زینت
کے شرعی احکام
اور ان کی سائنسی حکمتیں

تالیف
مفتی ضیاء الرحمن
مفتی دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

ناشر:
مکتبۃ الحرمین
الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور

اسٹاکسٹ:
مکتبۃ السعید
شاہ فیصل کالونی کراچی

فہرست مضامین

☆ **ہاتھوں کی زیب و زینت** ☆

☆ پاؤں کی زیب وزینت ☆

☆ ☆ ☆

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق مکمل ہدایات موجود ہیں۔ اسلام کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسلام نے ہر معاملے میں اس پہلو کو اپنانے کا حکم دیا ہے جو حد اعتدال میں ہو۔ اسلامی ضابطہ حیات میں حد اعتدال سے کمی کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور نہ ہی حد اعتدال سے بڑھنے کو قابل ستائش سمجھا جاتا ہے۔

زیب وزینت، حسن وجمال زندگی کا اہم پہلو ہے۔ اسلام نے اس کے متعلق بھی ایسی جامع ہدایات دی ہیں جو نہ حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہیں اور نہ ہی اس سے کم ہیں مثلاً: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں اس بات کی ترغیب دی کہ حق تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا اظہار ایک مطلوب عمل ہے، لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے مال ودولت عطا کی ہے تو اسے اپنے لباس کی عمدگی سے ظاہر کیا جائے، وہیں یہ بھی بتایا کہ باوجود قدرت واختیار کے ترک زیب وزینت پر آخرت میں بڑا درجہ عطا ہوگا۔

بالوں کو سلیقے سے رکھنے کا حکم دیا تو روزانہ کنگھی کرنے سے منع بھی فرمایا۔ جوتا پہننے کی ترغیب دی تو ساتھ ہی کبھی ننگے پاؤں چلنے کا بھی حکم دیا۔ عورتوں کے لئے

ریشم کو حلال قرار دیا تو اپنے اہلِ بیت کو یہ ترغیب بھی دی کہ ایسے کپڑے پہنیں جن میں پیوند لگے ہوں۔ خود بھی طیلسانی جبہ اور نقشی چادر استعمال فرمائی تو یہ بھی فرمایا: ''سادگی حسنِ ایمان کی علامت ہے''۔

غرضیکہ نہ تو بے ڈھنگے لباس، پراگندہ بالوں کو پسند کیا اور نہ ہی آرائش وآسائش میں مبالغے کی تعریف کی، بلکہ سادگی وصفائی کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔

یوں تو زیب وزینت، حسن وجمال کا خوگر ہر کوئی ہے لیکن عورتیں اپنی خاص طبیعت کی وجہ سے اس میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لیتی ہیں گویا کہ زیب وزینت ان کی فطرت میں داخل ہے۔ شریعت مطہرہ نے بھی ان کی خواہشات کا لحاظ کرتے ہوئے عورتوں کے لئے احکام کو قدرے نرم رکھا، اور انہیں کئی ایسی چیزیں استعمال کرنے کی اجازت دی جنہیں مردوں کے لئے حرام قرار دیا۔

اگرچہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے زیب وزینت کے باب میں قدرے گنجائش ونرمی اختیار کی لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں پابند کیا کہ ایسا کوئی قدم ہرگز نہ اٹھائیں جس سے فتنے کو تقویت ملے اور بے حیائی وفحاشی کا دروازہ کھل جائے۔ اس سلسلے میں شریعت نے عورتوں کو پابند کیا کہ سوائے محارم کے کسی کے سامنے زیب وزینت کا اظہار نہ کریں۔

زیب وزینت، بناؤ سنگھار کے اظہار کی اجازت صرف شوہر اور محارم کے سامنے ہے، ان میں شوہر اصل ہے کیونکہ عادۃً عورتیں چنداں اس بات کی خواہاں نہیں ہوتیں کہ اپنے والد، بھائی وغیرہ کے سامنے اظہارِ زینت کریں، بلکہ وہ عدار و شریف

گھرانوں میں اسے نہایت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے کہ بیٹی یا بہن، والد و بھائی کے سامنے بن ٹھن کر رہے۔

جب اصل مقصد شوہر کو خوش و راضی کرنا ہے تو شوہر کے لئے زیب و زینت کرنا یہ ہے کہ گھر میں ہی زیب و زینت کی جائے، نہ کہ باہر نکلتے وقت۔ گھر میں سادہ لباس اور عام حالت میں رہنا اور باہر نکلتے وقت خوب اہتمام کرنا شرعاً کسی صورت جائز نہیں۔ یہ زیب و زینت شوہر کے لئے نہیں بلکہ اجانب و غیر محارم کے لئے ہے۔

علامہ ابن حاج مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں عورتوں نے احکام شرع کی پاسداری تو کیا مخالفت کی ٹھانی ہے، چنانچہ گھروں میں اپنی عادت کے مطابق میلے لباس، پراگندہ بالوں اور پسینے میں شرابور رہتی ہیں، اگر کوئی اجنبی بھی انہیں دیکھے تو نفرت و ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گا تو شوہر کا دل کس طرح ان کے ساتھ رہنا گوارا کرے گا۔ لیکن جب یہی عورتیں باہر نکلنے کا ارادہ کرتی ہیں تو عمدہ سے عمدہ لباس و زیورات سے مزین ہو کر راستے کے درمیان یوں چلتی ہیں جیسے کوئی نئی نویلی دلہن ہو۔ یہ سب سنت سے غفلت و اعراض اور سلف صالحین کے طریقے کی خلاف ورزی ہے(۱)۔

زیب و زینت کے باب میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ ایسا انداز اختیار نہ کریں جس سے تشبہ بالرجال یا تشبہ بالفاسقات مترشح ہو۔ اور نہ ہی یہ سمجھیں کہ شریعت کی مباح کردہ ہر صورت پر بیک وقت عمل کرنا لازم ہے، لہٰذا زیب و زینت

---

(۱) المدخل لابن الحاج: ۱/۲۴۴-۲۴۵، دار الفکر۔

کے سلسلے میں تمام جائز صورتوں پر بیک وقت عمل کیا جائے۔ اگرچہ فی نفسہ وہ تمام صورتیں جائز ہیں لیکن ان میں مبالغے سے کام لینا جائز نہیں۔

موجودہ معاشرے میں کنواری اور بے شوہر عورتوں کے لئے صفائی وسادگی، زیب وزینت سے بدرجہا بہتر ہے۔ شادی شدہ عورتوں کے لئے بھی مناسب ہے کہ شوہر کی پسند اور ناپسند کا لحاظ کرتے ہوئے صرف ان چیزوں کو اختیار کریں جو ازروئے شرع جائز ہوں۔ بازاری اور فاسق عورتوں کی دیکھا دیکھی کسی ایسی چیز کو اختیار نہ کریں جسے وہ پہلے استعمال نہیں کرتی تھیں۔

اگر صفائی وسادگی اور حسن حقیقی پر اکتفاء کرتے ہوئے باطنی حسن کو اپنے کردار وافعال سے آب دار کریں تو یہ مصنوعی وبناوٹی حسن سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اصل حسن وجمال اخلاق وکردار کا حسن ہے۔

لیس الجمال لوجه صح مارنه　　　انف العزیز بقطع العز یجتدع

ترجمہ:

حسن وجمال صرف خوبصورت چہرے کا نام نہیں بلکہ عزت وشرافت کا بھی حسن وجمال میں دخل ہے کیونکہ باوجود خوبصورتی کے شرافت پر دھبہ لگے تو سارا حسن ماند پڑ جاتا ہے۔

متنبی حسن حقیقی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

ما اوجه الحضر المستحسنات به　　　کاوجه البدویات الرعابیب

حسن الحضارة مجلوب بتطریة　　　وفی البداوة حسن غیر مجلوب

أيلى غلبة فلاذا ما عرمن بها ... بضيع الكلام بلا صيغ للمواجب
ولابوريا من ارحام مالفة ... اروانكن صفيلات لعرفيب

زیب وزینت کے معاملے میں عام طور سے مغرب سے مستعار فیشنوں اور عادات کو اختیار کیا جاتا ہے جو تشبہ میں داخل ہے۔ اور تشبہ کی حرمت احادیث سے ثابت ہے:

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
"جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا"۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ کفار کے کپڑے ہیں، انہیں مت پہنو"۔

ان کے علاوہ بے شمار احادیث میں تشبہ کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔
زیر نظر رسالے میں اکثر احکام کا دارومدار تشبہ پر ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ تشبہ کی کچھ وضاحت کی جائے۔

تشبہ کی بحث اور اقسام

تشبہ کے متعلق مشہور ہے کہ "تشبہ کا حکم اس وقت لگایا جائے گا جبکہ تشبہ کی

نیت و ارادہ بھی ہو یا اس انداز میں کام کیا جائے کہ دیکھنے والے کا ذہن پہلی نگاہ ہی میں یہ فیصلہ کرے کہ یہ فلاں کے ساتھ مشابہت ہے"۔

مذکورہ بات تشبہ کی تمام اقسام کو شامل نہیں کیونکہ تشبہ کی مختلف اقسام ہیں:

۱- تشبہ صوری: ایسا کام کرنا جس میں صورتاً مشابہت پائی جائے اور تشبہ کا قصد و ارادہ نہ ہو۔

۲- تشبہ حقیقی: قصد و ارادے سے بحیثیت تشبہ کسی کام کو کرنا۔

ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱- تشبہ فی الحرام، ۲- تشبہ فی غیر الحرام۔

تشبہ صوری فی غیر الحرام کی تو گنجائش ہے کیونکہ وہاں قصد و ارادہ ہی نہیں ہوتا، البتہ باقی اقسام: تشبہ صوری فی الحرام، تشبہ حقیقی فی الحرام، تشبہ حقیقی فی غیر الحرام ممنوع اور ناجائز ہیں۔

قال في الفتاوى المهدية: "والمراد بالتشبه المذكور أي في قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من تشبه بقوم فهو منهم" التشبه ولو في بعض الأمور، ثم التشبه بالكفار قد يكون صورياً بأن يفعل كفعلهم من غير قصد تشبه بهم، وقد يكون حقيقياً بأن يفعل ذلك قاصداً التشبه بهم، وعلى كل إما أن يتشبه بهم في محرم أولا، فإن في الأول فهو آثم مطلقاً، قصد أو لم يقصد، وإن في الثاني إن قصد أثم وإلا فلا" (۱).

---

(۱) الفتاوى المهدية في الوقائع المصرية، كتاب الحظر والإباحة، ۵/۸-۲، المكتبة العربية كوئٹہ.

صاحب "البحر" علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تشبہ حرام اسے کہا جاتا ہے جو ان اشیاء میں ہو جن کی مذمت بیان کی گئی ہے اور (اسی طرح) جہاں قصداً وارادۃً تشبہ اختیار کی جائے (اگرچہ وہ چیز مذموم نہ ہو)۔

"إنما الحرام هو التشبه فيما كان مذموما وفيما يقصد به التشبه" (۱)۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تشبہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

وہ رومال جو سر کی مانگ اور اوپر کے حصے کو ڈھانکتا ہے، لٹکے ہوئے بالوں کو نہیں ڈھانکتا بچوں کے لباس میں سے ہے، جو عورت اسے استعمال کرتی ہے وہ ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہے، اور سب سے پہلے جن عورتوں نے اسے استعمال کیا تھا، ان کی نیت تشبہ کی تھی ..... پھر بھی شریف عورت بھی یہ کام بلا قصد تشبہ کرتی ہے لیکن درحقیقت وہ اپنے اس فعل سے مردوں کی مشابہت اختیار کررہی ہوتی ہے۔

"الحمد لله! الكوفية التي بالعرق والخذافر من غير أن تستر الشعر المسدول هي من لباس الصبيان، والمرأة اللابسة لذلك متشبهة بهم، وهذا النوع قد يكون أول من فعله من النساء قصدت التشبه بالمردان، كما يقصد بعض البغايا أن تصفر شعرها ضفيراً واحداً مسدولاً بين كتفين وأن ترخي لها السوالف وأن تعتمد لتشبه المردان في العمامة والعذار والشعر، ثم قد تفعل الحرة ذلك لا تقصد ذلك، لكن هي في

(۱) البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة: ۲/۱۱، رشيدية

فذلك مشبهة بالرجال"(۱).

سبب تشبہ بھی ممنوع ہے

بلکہ بعض مواقع میں تو سداً للباب کسی ایسے فعل سے منع کیا جاتا ہے جو مفضی إلی التشبہ ہو۔ اگرچہ اس فعل میں تشبہ کا قصد وارادہ نہ ہو، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فاما من فعل الشيء واتفق أن الغير فعله ولم يأخذه أحدهما عن صاحبه، ففي كون هذا تشبهاً نظر، لكن قد ينهى عن هذا لئلا يكون ذريعة إلى التشبه، ولما فيه من المخالفة"(۲).

"اگر کسی نے کوئی کام کیا اور اتفاق سے دوسرے شخص نے بھی وہ کام پہلے کو دیکھے بغیر کیا تو اس کے تشبہ ہونے میں اشکال ہے لیکن پھر بھی اس سے منع کیا جائے تاکہ یہ تشبہ کا سبب نہ بن جائے۔"

مزید فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت کی علت یہود کی ہیئت وشکل قرار دی، ممانعت کی علت بیان کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ علت (یہود کی ہیئت وشکل) مکروہ ہے جس کو ترک کرنا مطلوب ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہود

(۱) (مجموعة الفتاوى لشيخ الإسلام، باب شروط الصلاة، سئل عن لبس الكوفية: ۲۲/۹۱ مكتبة العبيكان).

(۲) (اقتضاء الصراط المستقيم: ۸۳، مطابع المجد التجارية).

کی ہیئت وشکل - حتی کہ بالوں میں بھی - چھوڑنی لازم ہے۔

"علل النهي عنهما بأن ذلك من زي اليهود، وتعليل النهي بعلة توجب أن تكون العلة مكروهة مطلوبا عدمها، فعلم أن زي اليهود - حتى في الشعر - مما يطلب عدمه، وهو المقصود"(۱).

نیز فرماتے ہیں: "یہ بات پہلے گزر چکی کہ یہود ونصاری کی مخالفت میں جس چیز کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا اس پر عمل لازم ہے، چاہے اس کا فاعل تشبہ کا قصد کرے یا نہ کرے، اسی طرح یہود ونصاری کی مشابہت سے جو منع کیا وہ بھی عام ہے، مشابہت کا قصد ہو یا نہ ہو"۔

"وقد تقدم بيان أن ما أمر به الله ورسوله به من مخالفتهم مشروع سواء كان ذلك الفعل مما يقصد فاعله التشبه بهم أو لم يقصد، كذلك ما نهي عنه من مشابهتهم يعم ما إذا قصدت مشابهتهم أو لم تقصد"(۲)

مذکورہ تصریحات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مذموم ومکروہ میں تحقق تشبہ کے لئے قصد وارادہ ضروری نہیں، اگر کوئی خاص ہیئت وشکل فساق وفجار کی پسندیدہ ہو تو اسے اختیار کرنا ممنوع وناجائز ہے۔ نیز بعض مواقع میں سداللباب بھی کسی جائز فعل سے روکا جاتا ہے کہ مبادا کہیں مفضی الی التشبہ نہ ہوجائے۔

☆ ☆ ☆

---

(۱) اقتضاء الصراط المستقيم، ۱۳۲، مطابع المجد التجارية.

(۲) أيضاً: ۱۷۷، ۱۷۸.

کام کی نوعیت

☆ .... مذکورہ رسالے میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ زیب و زینت سے متعلق مروجہ تمام مسائل لکھے جائیں۔ لیکن جزئیات کا احاطہ مشکل ہے کیونکہ آئے دن نئے فیشنوں کی بھرمار ہے، تاہم ایسے اصول ذکر کیے گئے کہ ان کی روشنی میں ہر نئے فیشن کا حکم معلوم کرنا مشکل نہیں۔

☆ .... مسائل کے ساتھ حوالہ جات لکھنے کا التزام کیا گیا ہے۔

☆ .... احادیث کا ترجمہ بھی کیا گیا لیکن مقصودی و مرادی ترجمے کو پیش نظر رکھا گیا تا کہ وہی ترجمہ قدرے تشریح کا کام بھی دے۔

☆ .... احادیث کے علاوہ دیگر عربی عبارات کے تراجم کی چنداں ضرورت نہ تھی اس لئے سوائے ایک دو جگہوں کے ان کا ترجمہ نہیں کیا۔

☆ .... زیب و زینت کے مسائل میں ترتیب کو ملحوظ رکھا اور بالوں سے متعلق مسائل کو ایک ہی جگہ ذکر کیا قطع نظر اس بات کے کہ ان کا تعلق چہرے کی زیب و زینت میں ہونا چاہیے۔ یہی انداز دیگر عنوانات: لباس، ہاتھ وغیرہ میں بھی اختیار کیا گیا۔

☆ .... علمی و سائنسی لحاظ سے جس مسئلے کے متعلق تصریح ملی، اس کی سائنسی و طبی تحقیق بھی ذکر کی گئی۔

☆...... مسائل سے متعلق کسی اہم بات کو بطور فائدہ ذکر کیا گیا۔

☆..... بعض ایسے مسائل کو بھی ذکر کیا گیا جن کا تعلق براہ راست زیب و زینت سے نہ تھا، لیکن ان کا ذکر ضروری تھا۔

اپنی استطاعت و حیثیت کے مطابق مذکورہ رسالے کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے کافی محنت کی گئی، تاہم بمقتضائے بشریت اس میں کمی کوتاہی عین ممکن ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ بندہ کو اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا اعتراف بھی ہے، اس لئے اگر قارئین کرام کو ایسی غلطی نظر آئے جو قابل اصلاح ہو تو اس کی نشاندہی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند اُصول

زیب و زینت، بناؤ سنگھار ایک فطری چیز ہے۔ فطرت کے انہی تقاضوں کے پیش نظر اگر کہا جائے کہ عورتوں کے لئے خاص طور پر لازمہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ شریعت مطہرہ نے فطری تقاضوں کے پیش نظر نہ صرف زیب و زینت کی اجازت دی بلکہ بعض صورتوں میں ترک زیب و زینت پر ملامت بھی کی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده﴾ [الأعراف: ٣٢]

"آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کس نے اللہ کی زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالا تھا"۔

□ عورتوں کے بناؤ سنگھار کا اشارہ بھی فرمایا:

﴿أو من ينشأ في الحلية وهو في الخصام غير مبين﴾ [الزخرف: ١٨]

"کیا وہ جو زیوروں میں پالی جاتی ہے اور بحث و حجت میں اپنا مدعا پوری طرح واضح بھی نہیں کر سکتی"۔

☐ زیب وزینت کے اسباب کی تلاش کو بطور نعمت واحسان ذکر فرمایا:

﴿وهو الذي سخر البحر لتأكلوا منه لحماً طرياً وتستخرجوا منه حلية تلبسونها﴾ [النحل: ١٤].

"وہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تا کہ تم اس سے تروتازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنا کرتے ہو"۔

﴿ومما يوقدون عليه في النار ابتغاء حلية أو متاع زبد مثله﴾ [الرعد: ١٧].

"اور ایسا ہی جھاگ ان دھاتوں پر بھی اٹھتا ہے جنہیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لئے لوگ پگھلایا کرتے ہیں"۔

☐ زیب وزینت کو پسند کرنے، اس کی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ نے اس کی حدود بھی مقرر کی ہیں اور مقررہ حدود سے آگے بڑھنے پر پابندی لگادی، مثلاً:

☐ خاوند کے علاوہ اجانب وغیر محارم کے لئے بناؤ سنگھار سے منع فرمایا:

"عن ميمونة بنت سعد رضي الله عنها، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مثل الرافلة في الزينة في غير أهلها كمثل ظلمة يوم القيامة لا نور لها" (١).

(١) الترمذي، كتاب الرضاع، باب ما جاء في كراهية خروج النساء في الزينة: ١/٢٢٠، سعيد

"نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:
اپنے خاوند کے علاوہ دوسروں کے لئے زیب وزینت کرنے والی
قیامت کے دن ایسی تاریکی میں ہوگی کہ وہاں روشنی کی کوئی
صورت بھی نہ ہوگی"۔

☐ شوہر کی استطاعت اور طاقت سے زیادہ کا مطالبہ کرنے کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا:

﴿یا ایھا النبی قل لأزواجك إن کنتن تردن الحیٰوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین أمتعکن وأسرحکن سراحاً جمیلاً﴾ [الأحزاب: ۲۸]۔

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہو اگر تم دنیا اور اس کی
زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے
رخصت کروں"۔

☐ سر عام باہر گھومنے پھرنے سے منع کیا اور گھروں میں جم کر بیٹھنے کو پسند کیا:

﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الأولیٰ﴾ [الأحزاب: ۳۳]۔

"اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت
کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو"۔

□ اگر بنابر ضرورت باہر نکلنا پڑے تو اس کی کیفیت بھی بیان فرمائی:

﴿یا أیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن ذلک أدنی أن یعرفن فلا یؤذین﴾[الأحزاب:٥٩].

''اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں''۔

□ راستے میں چلنے کی کیفیت اور طریقہ بھی بتایا کہ راستے کے درمیان نہ چلیں:

"عن أبی أسید الأنصاری، عن أبیه، أنه سمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول، وهو خارج من المسجد، فاختلط الرجال مع النساء فی الطریق، فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم للنساء: استأخرن؛ فإنه لیس لکن أن تحققن الطریق، علیکن بحافات الطریق، فکانت المرأة تلتصق بالجدار حتی أن ثوبها لیتعلق بالجدار من لصوقها به"(١).

''حضرت ابو اسید انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد سے باہر

---

(١) أبوداود، کتاب الأدب، باب ماجاء فی مشی النساء فی الطریق: ٣٦٨/٢، امدادیه.

کھڑے تھے، راستے میں مرد وعورتیں اکٹھے جانے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا: پیچھے رہو تمہارے لئے راستے کے درمیان میں چلنا مناسب نہیں بلکہ راستے کے کناروں پر چلو، اس کے بعد عورتیں دیواروں سے چمٹ کر چلتی تھیں، یہاں تک کہ بسا اوقات ان کے کپڑے دیواروں میں اٹک جاتے"۔

☐ اجانب وغیر محارم سے بلا ضرورت بات کرنے سے منع فرمایا، اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تب بھی شریعت کے دائرے (پردے) میں بات کرنے کی اجازت دی:

﴿وإذا سألتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب ذلكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن﴾[الأحزاب: ۵۳].

"نبی کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہے تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے"۔

☐ پردے کی حالت میں بات چیت کے دوران بھی گفتگو کے ایسے انداز سے منع فرمایا جو باعث فتنہ ہو:

﴿فلا تخضعن بالقول فيطمع الذي في قلبه مرض وقلن قولا معروفا﴾[الأحزاب: ۳۲].

"دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا
کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف ستھری بات کرو"۔

□ بڑھاپے کی وجہ سے نکاح سے مایوس عورتوں کو اگرچہ کچھ رخصت دی اور ان کا حکم ان عورتوں سے قدرے نرم رکھا جنھیں نکاح کی امید ہے لیکن اس کے باوجود ان بوڑھی عورتوں کے حق میں بھی باقی عورتوں کی طرح پردے وغیرہ کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے حق میں بہتر بتلایا:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [النور: ٦٠].

"اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں، نکاح کی
امیدوار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادریں اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ
نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں تاہم وہ بھی
حیاداری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا
اور جانتا ہے"۔

□ اپنے گھروں میں رہتے ہوئے بھی سوائے محارم کے غیر محرم رشتہ داروں سے پردے کا حکم دیا اور ان کے سامنے بناؤ سنگھار سے منع فرمایا:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي

أخواتهن﴾[النور: ٣١]۔

> اور اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے"۔

ترقی یافتہ زمانے میں انسان نے جہاں اور چیزوں میں ترقی کی وہیں زیب و زینت، بناؤ سنگھار کی اشیاء اور طریقوں کو بھی یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا اور ایسی چیزیں اور طریقے ایجاد کیے کہ گزشتہ زمانوں میں ان کا وجود تک نہ تھا، صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض ایسی چیزوں کو بھی بناؤ سنگھار کا لازمی حصہ قرار دیا جو شریعت کی نظر میں معیوب و ناپسندیدہ ہیں، درحقیقت یہ وعدہ شیطانی: ﴿ولأضلنهم ولأمنينهم ولآمرنهم فليبتكن آذان الأنعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله﴾[النساء: ١١٩]۔

> "میں انہیں بہکاؤں گا اور آرزوؤں میں الجھاؤں گا اور انہیں حکم دوں گا کہ جانوروں کے کانوں کو پھاڑیں گے اور حکم دوں گا کہ خدائی ساخت میں رد و بدل کریں گے"۔

کی تکمیل ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں شرمندۂ تعبیر کر رہا ہے

عورتیں چونکہ زیب و زینت کی شیدائی ہیں، زیب و زینت کے معاملے میں اس بات کو جواز بناتے ہوئے کہ "شریعت نے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کی اجازت دی ہے"۔ مغرب سے مستعار ہر نئے فیشن کو اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہیں، قطع نظر

دیں کہ شرعاً اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ زیب وزینت سے متعلق اسلامی تعلیمات واحکام کو یکجا کیا جائے تاکہ جائز وناجائز طریقوں سے عامۃ المسلمان آگاہی ہو۔

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم.

☆ ☆ ☆

لباس سے زیب و زینت

زیب و زینت کی چیزوں میں لباس کو بڑی اہمیت حاصل ہے عمدہ اور صاف لباس صاحب لباس کے اعلیٰ ذوق کی علامت کہلاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾ [الأعراف: ۳۱].

"اے بنی آدم! ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو"۔

آیت مذکورہ میں لباس کو بھی زینت میں شمار کیا گیا لباس کے سلسلے میں ایسی کوئی تعیین کہ خاص یہ لباس پہننا سنت ہے وارد نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ وصحابیات سے کسی ایسے لباس کی تعیین کو بھی ضابطہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ یہی لباس پہننا لازم ہے اور اس کے علاوہ دوسرا لباس حرام ہے، دراصل لباس کے مقاصد مکان کے مقاصد کی طرح ہیں، عورتیں اس بات کی پابند ہیں کہ وہ ایسا لباس پہنیں جس میں مکمل پردہ ہو۔ جب مرد و عورت ہر دو کا لباس مختلف ہوگا تو جس لباس میں پردہ پوشی زیادہ ہو وہ عورتوں کا اور اس کے برخلاف مردوں کا لباس ہوگا" (۱)۔

---

(۱) (مجموعة الفتاوى ۲۲/۱۴۱ – ط۹، مكتبة العبيكان)

البتہ مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

لباس کے متعلق چند اصول

- لباس ایسا ہو جو سر سے لے کر پاؤں تک تمام جسم کو ڈھک دے، کیونکہ ستر ڈھانپنے کے بقدر لباس پہننا واجب ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿یبنی ادم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوءٰتکم وریشاً ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من ایت اللہ لعلھم یذکرون﴾[الأعراف:٢٦]

"اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے"۔

﴿یا ایھا النبی قل لأزواجک وبنتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک أدنی أن یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفوراً رحیماً﴾[الأحزاب:٥٩]۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ "رد المحتار" میں فرماتے ہیں:

"اتنا لباس پہننا فرض ہے جو ستر کو ڈھانپ دے"۔

"اعلم أن الکسوۃ منھا فرض، وھو ما یستر العورۃ"(١)۔

(١) (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس: ٦/٣٥٤، سعید)

اور عورت کا مکمل بدن عورت (ستر) ہے لہذا مکمل بدن کو ڈھانپنا ضروری ہے۔

"المخاطة في اللباس أن يكون ساتراً بقدر العورة، فالرجل يستتر من سرته إلى الركبتين وجوباً، وغيرها بالأولوية، والمرأة تسترها من الرأس إلى القدم، فلا يجوز لها كشف الرأس والفخذ إلى المرفق"(۱)۔

❖ لباس اتنا باریک نہ ہو کہ جسم اندر سے نظر آئے:

"عن عائشة ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، وعلیها ثیاب رقاق، فاعرض عنها" الحدیث۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "اسماء بنت ابی بکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں، اور انہوں نے باریک لباس زیب تن کیا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا"۔

"وعن علقمة بن ابی علقمة عن امه قالت: دخلت حفصة بنت عبد الرحمن علی عائشة، وعلیها خمار رقیق، فشقته عائشة، وکستها خماراً کثیفاً"(۲)۔

"حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ "حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن اماں عائشہ کے

(۱) (تکملة عمدة الرعایة، کتاب الکراهیة، ۱۸/۴)

(۲) (مشکوٰة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثالث، ۳۷۷، قدیمی)

پاس تشریف لائیں انھوں نے باریک ڈوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے پھاڑا اور انکو موٹا ڈوپٹہ پہنایا"۔

"وعن دحية بن خليفة قال: أتي النبي صلى الله عليه وسلم بقباطي، فأعطاني منها قبطية، فقال: اصدعها صدعين: فاقطع أحدهما قميصا، وأعط الآخر امرأتك تختمر به، فلما أدبر قال: وأمر امرأتك أن تجعل تحته ثوبا لا يصفها"(۱).

"حضرت دحیہ بن خلیفہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ قبطی کپڑے آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک قبطی کپڑا مجھ کو عطا کیا اور فرمایا کہ اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر لینا، ان میں سے ایک کا کرتہ بنا لینا اور دوسرا اپنی اہلیہ کو دے دینا وہ اس کا ڈوپٹہ بنا لے گی۔ پھر جب میں واپس ہونے لگا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی کو ہدایت کر دینا کہ قبطی کپڑے کے نیچے ایک اور کپڑا لگا لے تا کہ اس کپڑے کے باریک ہونے کی وجہ سے اس کے بال اور جسم نظر نہ آئیں"۔

❖ لباس اتنا تنگ اور چست نہ ہو جس سے جسم کی ہیئت اور ابھار معلوم ہو:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صنفان من أهل النار لم

(۱) (مشكوة المصابيح: كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۳۷۶، قديمي).

أرهما: قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة، ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا"(۱).

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:
دوزخیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنھیں میں نے نہیں دیکھا، ایک گروہ تو ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے، جس سے وہ لوگوں کو ناحق ماریں گے اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر حقیقت میں ننگی ہوں گی، وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہلتے ہوں گے۔ ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی بو پائیں گی، حالانکہ جنت کی بو اتنی اتنی دوری سے آتی ہے"۔

عورتوں کو مردوں جیسا لباس پہننا اور مردوں کی وضع قطع اختیار کرنا حرام ہے لہٰذا لباس ایسا نہ ہو جو مردوں کے لباس کے مشابہ ہو۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل"(۲).

(۱) الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب النساء الكاسيات: ۲/۲۰۵، قدیمی۔

(۲) سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في لباس النساء: ۲/۲۱۲، إمدادیہ۔

''حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو زنانہ لباس پہنے، اسی طرح اس عورت پر بھی لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنے''۔

❖ کافر اور فاسق عورتوں کا فیشن نہ ہو۔

قال عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص: رأى رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علیّ ثوبین معصفرین، فقال: إن هذه من ثیاب الکفار، فلا تلبسها''(۱)۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ کفار کے کپڑے ہیں، انہیں مت پہنو''۔

❖ فخر و تکبر اور دکھاوے سے پرہیز کیا جائے:

''عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من لبس ثوب شهرة في الدنیا، ألبسه اللّٰه ثوب مذلة یوم القیامة"(۲)۔

---

(۱) (الصحیح لمسلم، کتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر: ۲/۱۹۳، قدیمي)

(۲) (مسند أحمد: ۲/۹۲، إحیاء التراث العربي، بیروت)۔

"جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی عزت طلبی اور بڑائی کے اظہار کی غرض سے اعلیٰ و نفیس لباس پہنے، اللہ رب العزت اسے قیامت کے دن ذلت وحقارت کا لباس پہنائے گا"۔

"أما اللباس المحرام ... لبس الرجل ما يختص بالنساء من ملابس، ولبس النساء ما يختص بالرجال من ملابس، ولبس ثياب الشهرة والاختيال، وكل ما فيه إسراف"(۱).

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں لباس سے متعلق مختلف احکام درج ذیل ہیں۔

باریک لباس (شیفون، نیلون)

باریک لباس پہننا سرعام فحاشی پھیلانے کے مترادف ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون﴾ [النور: ۱۹].

"بے شک جو لوگ مومنین میں بے حیائی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہوگا اور اللہ (انہیں خوب) جانتا ہے، تم نہیں جانتے"۔

---

(۱) (فقه السنة، الشامي ۲/۱۷۸- دار الكتاب العربي).

"عن عائشة رضي الله عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها ثياب رقاق، فأعرض عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: يا أسماء! إن المرأة إذا بلغت المحيض لم يصلح لها أن يرى منها إلا هذا وهذا، وأشار إلى وجهه وكفيه"(۱).

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چہرہ مبارک پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لئے درست نہیں کہ اس کے ان اعضاء کے علاوہ کوئی اور حصہ بدن کا نظر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اور چہرے کی طرف اشارہ کیا"۔

اگر باریک لباس پہننا ہی ہو تو اس کے نیچے کچھ اور پہن لیا جائے تاکہ جسم کی حالت و ہیئت معلوم نہ ہو۔

"عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: أتت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حلة وثوب شامي، فكساني حُلَّةً، وكسا أسامة الثوب، فرحتُ في حُلَّتي، وقال لأسامة: ما صنعت بثوبك؟ قال: كسونه امرأتي،

---

(۱) (أبو داود، كتاب اللباس، باب فيما تبدي المرأة من زينتها: ۲/ ۶۱۲، رحمانيه)

قال: فمرها فلتلبس تحته ثوباً صفيقاً، لا يصف حجم عظامها

تفوجان"(۱)۔

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حلہ (عمدہ پوشاک) اور
شامی کپڑا آیا تو آپ نے مجھے خلعت دیا اور اسامہ کو کپڑا دیا۔ میں
اپنا حلہ پہن کر حاضر ہوا تو آپ نے اسامہ سے پوچھا کہ تم نے
اپنا کپڑا کیا کیا؟ اسامہ نے کہا: میں نے اپنی اہلیہ کو دے دیا۔ تو
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کہو کہ اس کے نیچے
کوئی موٹا کپڑا پہن لے تاکہ اس کے جسم کے اعضاء اور ہڈیوں کا
حجم مردوں کے سامنے ظاہر نہ ہو"۔

باریک لباس اور سائنس

حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

"عورتوں کے باریک لباس سے جہاں شرم وحیا، حجاب و وفا ختم ہو جاتی ہے
وہاں اس سے کچھ نقصانات بھی واقع ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر لیڈ بیٹر کی وارننگ

مذکورہ ڈاکٹر روحانیت کا بہت بڑا محقق ہے، لیڈ بیٹر کے مطابق جس لباس
سے نسوانی جسم کی جھلک نظر آئے اس جسم سے میں نے غلیظ اور غیر ہمواری بیروں کو نکلتے

---

(۱) (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، كتاب اللباس، باب لبس المرأة
ما يصف حجم عظامها: ۳۹۲/۳، مكتبة الرشد، مكة).

ہوئے دیکھا ہے۔

(بحوالہ تصورات اسلام) ۔

الٹراوائیلٹ کے نقصانات

سورج میں موجود الٹراوائیلٹ ریز (Rays) سخت گرمی میں جلد اور جسم کے لئے بہت نقصان دہ ہوتی ہے، اگر لباس موٹا ہو تو یہ شعاعیں لباس سے باہر ہی رک جاتی ہیں اور اگر لباس باریک ہو تو یہ شعاعیں جلد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں"۔

(بحوالہ میثاق)(۱)۔

چست لباس

لباس پہننے کا اصل مقصد ستر عورت ہے اور عورتوں کو مکمل بدن ڈھانپنے کا پابند کیا گیا ہے۔ اسی لئے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ باہر نکلتے وقت بڑی چادر اوڑھ لیں تاکہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کھلا نظر نہ آئے۔ لہٰذا ایسا لباس پہننا جو جسم کے پوشیدہ اعضاء کی نمائش کا باعث بنے قلت حیاء کی علامت ہے۔ مسلمان عورت قطعاً اس کو پسند نہیں کرتی کہ اپنے جسم کے اعضاء کی نمائش کراتی پھرے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں کے لئے بہت سخت وعید بیان فرمائی، فرمایا: ایسی عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، دوسروں کو اپنی طرف اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، جنت کی بو بھی ان تک نہیں پہنچے گی، حالانکہ جنت کی بو پانچ سو سال کی مسافت سے معلوم ہوگی"۔

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس۔ ج ۲/ ۴۹ - ۵۰ دارالکتاب، لاہور)۔

"وإن كان ثوبها رقيقا يصف ما تحته ويشف، أو كان صفيقا لكنه يلتزق ببدنها حتى يتبين له حجمها فلا يحل له النظر، لأنه إذا استبان حجمها كانت كاسية صورة، عارية حقيقة، وقد قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "لعن الله الكاسيات العاريات" (۱).

عن ميمون بن مهران قال: لا بأس بالحرير والديباج للنساء، إنما يكره لهن ما يصف أو يشف".

كان عمر ينهى النساء عن لبس القباطي، فقالوا: إنه لا يشف، فقال: إلا يشف فإنه يصف" (۲).

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو قباطی کپڑے پہننے سے منع فرماتے تھے، لوگوں نے کہا کہ ان کپڑوں سے بدن جھلکتا نظر نہیں آتا، تو آپ نے فرمایا: اگرچہ ان کپڑوں میں بدن جھلکتا نظر نہیں آتا لیکن جسم کے اعضاء کی ہیئت تو معلوم ہوتی ہے"۔

چست لباس اور سائنس

ڈاکٹر ثمرین فرید چست اور تنگ لباس کے نقصانات بیان کرتے ہوئے

---

(۱) (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الاستحسان، فصل في فروع النظر: ۱۹۲/۸، دار الكتب العلمية)

(موطا إمام مالك، كتاب الجامع، ما يكره للنساء من الثياب: ۹۰۷، مير محمد)

(۲) (ابن أبي شيبة، كتاب اللباس والزينة، باب في لباس القباطي للنساء: ۱۶۴/۵، دار الكتب العلمية، بيروت)

لکھتی ہیں:

"مشرقی تہذیب اور معاشرے میں لباس ہمیشہ ڈھیلے ڈھالے پہنے جاتے رہے ہیں خواہ مردوں کے لباس ہوں یا عورتوں کے اور عرب اور انڈونیشیا جیسے ملکوں کے ہوں یا جاپان اور بھارت جیسے غیر مسلم ملکوں کے۔ مغربی تہذیب میں چست لباس فیشن میں شامل ہیں خصوصاً عورتوں کے فیشن میں، تاہم اس طرح لباس کے صحت کو ہونے والے نقصانات بھی پیش نظر رہنے چاہئیں۔

بعض نقصانات یہ ہیں:

- چست اور تنگ لباس جلد کے ساتھ مسلسل رگڑ کھاتا رہتا ہے اور اس سے جلد پر دانے اور پت نکل آتی ہے، ان سرخ سرخ دانوں میں سخت خارش ہوتی ہے جو بے چینی رکھتی ہے۔
- کمر کے ارد گرد کا لباس چست ہو تو اس کا اثر معدے کے افعال پر پڑتا ہے اور وہ آزادانہ حرکت نہیں کر پاتا، اس سے نظام انہضام متاثر ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں پیٹ کا درد، تنگی اور سینے میں جلن (Heartburn) کی تکلیف ہو سکتی ہے۔
- چست کپڑوں سے جلد کے بعض امراض بھی لاحق ہو سکتے ہیں، ان میں ایگزیما اور (Yeast) انفیکشن بھی شامل ہیں۔
- چست لباس کی وجہ سے انسانی جسم کی حرارت اور نمی خارج نہیں ہو پاتی اور وہ جلد پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے، اس ماحول میں یعنی حرارت اور نمی کی موجودگی میں (Fangi) پھپھوندی پھولتی ہے اور پروان چڑھتی ہے جس کی وجہ سے

(Jock itch) جیسا جلدی مرض ہو سکتا ہے، یہ دونوں کے جوڑ کی جگہ اور اندرونی جگہوں کو متاثر کرتا ہے، یہ جلدی امراض اکثر ایتھلیٹس میں پایا جاتا ہے۔

● چست زیر جامے خواہ دن میں استعمال ہوں یا رات کو سوتے وقت، جسمانی حرارت اور نمی کو جمع رکھتے ہیں جس سے خواتین میں نسوانی عضو کا انفیکشن ہو سکتا ہے۔

● کمر کے گرد تنگ لباس پہننے سے (Hiatal hernia) ہو سکتا ہے، یہ صورت حال اس طرح ہوتی ہے کہ معدے کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے جگہ نہ ملنے کی وجہ سے اس کا اوپری حصہ ڈایافرام میں گھس جاتا ہے، ڈایافرام پیٹ کو سینے سے جدا کرنے والا پردہ ہے، عموماً اس طرح کی صورت حال میں مریض کو کوئی علامات محسوس نہیں ہوتیں تاہم بعض افراد کو سینے میں جلن کی شکایت ہو سکتی ہے۔

● کمر، رانوں کے جوڑ کی جگہوں اور ٹانگوں پر چست لباس کی وجہ سے رگیں پھولنے کا عارضہ (varicose veins) ہو سکتا ہے۔

● مصنوعی ریشے کی بنی ہوئی اور نائلون وغیرہ کے انڈر ویئر اور چست لباس پہننے سے پیشاب کی نالی کا انفیکشن ہو سکتا ہے، اس لئے ہمیشہ سوتی کپڑے کے زیر جامے استعمال کرنے چاہئیں (۱)۔

تنگ لباس کے نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی تنگ لباس کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱) خواتین کی صحت ص ۲۸۵، ۲۸۶، دار الشعور، لاہور۔

عورتوں نے بال کٹوائے مردوں نے بال بڑھوائے

آج کل کی ہے ایسی سلائی کی انگڑائی تا کے ٹوٹ گئے

اسلام پردے، حیا اور وقار کا مذہب ہے۔ اس لئے اسلامی لباس کھلا ہوا اور سفید ہوتا ہے لیکن جب کبھی لباس تنگ ہو تو اس کے نقصانات کیا ہوتے ہیں ملاحظہ کریں۔

تنگ لباس اور فزیولوجی Tidht dress and physioligy

"تنگ لباس سے لوکل مسلز (Local Muscles) مردہ اور کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ باہر کے مسلز میں جیسے حرکت ہوتی ہے ویسے ہی اندرونی باریک باریک مسلز ہوتے ہیں اور ان میں حرکت ہوتی ہے جیسا کہ سوئی اگر جلد کے اندر چلی جائے تو وہاں باریک باریک مسلز کی حرکت کی وجہ سے کہاں کہاں چلی جاتی ہے۔

تو جب تنگ لباس زیب تن کیا جاتا ہے تو ان باریک مسلز کو بہت نقصان پہنچتا ہے ان کی حرکات کم ہو جاتی ہیں جس سے ذہنی دباؤ، اعصابی تناؤ اور کھچاؤ جیسے امراض پیدا ہوتے جاتے ہیں"(۱)۔

ساڑھی پہننا

ساڑھی میں کئی باتیں اس قسم کی ہیں جو اس کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً:

ساڑھی کا مکمل بدن کو نہ ڈھکنا۔

چست اور تنگ ہونے کی وجہ سے جسم کے اعضاء کی ہیئت کا معلوم ہونا۔

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲/۰۰۰ محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی)

ساڑھی کا استعمال ہندو عورتوں کے ساتھ خاص ہوتا۔

البتہ اگر اس قسم کی ساڑھی ہو کہ پورے جسم کو ڈھک دے اور جسم کا کوئی بھی حصہ کھلا نہ ہو اور نہ ہی وہ اتنی تنگ اور چست ہو کہ جسم کا ابھار و ہیئت واضح طور پر نظر آئے، نیز اس علاقے کی مسلم عورتوں میں مروج بھی ہو تو اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اگر مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی بھی نہ پائی جائے تو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

"وعن جابر رضي الله تعالى عنه: نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أن يأكل الرجل بشماله، أو يمشي في نعل واحدة، وأن يشتمل الصماء، أو يحتبي في ثوب واحد كاشفاً عن فرجه (۱).

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک پیر میں جوتا پہن کر چلے اور یہ کہ کپڑے کو بدن پر لپیٹ دے یا بدن پر کوئی ایک کپڑا لپیٹ کر اس طرح گوٹ مار کر بیٹھے کہ اس کا ستر کھلا ہوا ہو"۔

"وفي شرح مسلم للنووي: قال الفقهاء: وهو أن يشتمل بثوب ليس عليه غيره ثم يرفعه من أحد جانبيه فيضعه على أحد منكبيه، وإنما يحرم لأنه ينكشف به بعض عورته اهـ. والحاصل أنه إن كان يتحقق منه كشف العورة فهو حرام، وإن كان يحتمل فهو مكروه" (۱).

---

(۱) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الأول: ۱۹۹/۸-۲۰۰، رشيدية)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "من تشبہ بقوم فھو منھم"(۱).

"رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا"۔

رنگین کپڑے پہننا

عورتوں کے لئے شرعاً کوئی رنگ ممنوع نہیں، ہر رنگ کا کپڑا پہن سکتی ہیں بشرطیکہ ستر عورت کے مقصد پر پورا اترے، نیز ایک ہی وقت میں مختلف رنگوں کا کپڑا پہننا بھی جائز ہے:

"عن عبداللہ بن عمر أنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی النساء فی إحرامھن عن القفازین والنقاب وما مس الورس والزعفران من الثیاب، ولتلبس بعد ذلک ما أحبت من ألوان الثیاب معصفراً أو خزاً أو حلیاً أو سراویل أو قمیصاً أو خفاً"(۲).

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے عورتوں کو حالت احرام میں دستانے نقاب، ورس اور زعفران سے ملون کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔ البتہ حالت احرام کے بعد جس

---

(۱) (أبو داود، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الأقبیۃ: ۲/۲۰۳، رحمانیہ)

(۲) (أبو داود، کتاب المناسک، باب ما یلبس المحرم: ۱/۲۶۱، امدادیہ)

رنگ کا کپڑا زیور وغیرہ انہیں پہنائے، پہن سکتی ہیں"۔

"ویکرہ لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال، مفاده أنه لا یکرہ للنساء، ولا بأس بسائر الألوان"(۱)۔

البتہ اگر کسی علاقے میں کسی خاص رنگ کا کپڑا مردوں یا کافر و فاسق عورتوں کے ساتھ مخصوص ہو تو اس علاقے میں اسی خاص رنگ کا کپڑا پہننا عام عورتوں کے لئے تشبہ کی وجہ سے جائز نہ ہوگا۔

مخصوص مواقع میں خاص رنگ کا کپڑا پہننا

اگرچہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے کسی رنگ کو ممنوع قرار نہیں دیا لیکن از خود کسی خاص رنگ کا التزام کرنا مثلاً شادی میں سرخ جوڑا، عدت میں کالا لباس وغیرہ اور ان کو اس طرح لازم سمجھنا کہ ترک کرنے والے پر ملامت کرنا یا خاندانی رسومات کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی کسی خاص رنگ کا التزام کرنا جائز نہیں، اس سے اجتناب لازم ہے۔

"فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروہا"(۲)۔

ایام عدت میں رنگین کپڑے پہننا

عدت میں زیب وزینت منع ہے لہذا ایسے کپڑے جن سے اظہار زینت

---

(۱) رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس: ۳۵۸/۶، سعید۔

(۲) مجموعہ رسائل لکھنوی، رسالہ سباحۃ الفکر- ۲/۳، ۴۹، ادارۃ القرآن۔

عدت میں پہننا منع ہے۔

"وعلى المبتوتة والمتوفى عنها زوجها إذا كانت بالغة الحداد، والحداد أن تترك الطيب والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب .... ولا تختضب بالحناء، ولا تلبس ثوباً مصبوغاً بعصفر ولا زعفران؛ لأنه يفوح منه رائحة الطيب"(۱).

مختلف نقش و نگار والے کپڑے

نقش و نگار کپڑوں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں اور شریعت مطہرہ نے عورتوں کو دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے بناؤ سنگھار کی اجازت دی ہے، لہذا اس دائرے میں رہتے ہوئے

ہر قسم کے نقش و نگار والے کپڑے۔

وہ کپڑے جن پر موتیوں اور شیشوں کا کام کیا ہو۔

چاندی کے تار والے کپڑے پہننا جائز ہے۔

"وفي لبس الثياب المنسوجة بالذهب والفضة وجهان، والصواب القطع بالجواز"(۲).

قیمتی اور مہنگے کپڑے پہننا

اللہ رب العزت نے اگر وسعت دی ہو تو اس کا اظہار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ

(۱) (الهندية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في الحداد، ۲/۴۲۷-۴۲۸، رشيدية).

(۲) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال، ۱۷/۳۹۴، إدارة القرآن)

نام ونمود اور شہرت مقصود نہ ہو۔

"كان إبراهيم لا يرى بأساً أن يلبس الرجل الثوب بخمسين درهماً يعني الطيلسان".

عن محمد قال: كان لتميم الداري رداء اشتراه بألف، فيصلي فيه"(۱)

"ومحمد رحمه الله لم ير بأساً باللباس المرتفع جداً، قال عليه الصلاة والسلام: زين لعبادة زينة، وقال عليه السلام: إن الله جميل يحب الجمال"(۲)۔

عام عادت سے زیادہ کھلے کپڑے پہننا

کھلے اور کشادہ کپڑے سے چست لباس کی نسبت زیادہ اچھے اور بھلے معلوم ہوتے ہیں، اور مقصد لباس یعنی ستر عورت بھی ان کپڑوں میں زیادہ ہوتا ہے، لیکن کپڑوں کو عام عادت سے زیادہ کشادہ اور کھلا سلوانا اسراف سے خالی نہیں، نیز زیادہ کھلے کپڑوں میں تشبہ بالفساق بھی پایا جاتا ہے، لہٰذا عام عادت سے بڑھ کر کشادہ لباس پہننا جائز نہیں

"ولو قيل بتحريم ما زاد على المعتاد لم يكن بعيداً، ولكن حدث للناس اصطلاح بتطويلها، وصار لكل نوع من الناس شعار يعرفون به، ومهما كان من ذلك على سبيل الخيلاء، فلا شك في تحريمه، وما كان

(۱) (ابن أبي شيبة، كتاب اللباس والزينة، باب من كان [illegible] ۶/۱۷۳،
دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) (الفتاوى البزازية، كتاب الاستحسان: ۶/۳۷۷، رشيدية)

على طريق العادة، فلا تحريم فيه مالم يصل إلى جر الذيل الممنوع، ونقل عياض عن العلماء كراهة كل ما زاد على العادة، وعلى المعتاد في اللباس من الطول والسعة"(۱).

گھر کے اندر مردانہ لباس

اگر ان کا استعمال گھر ہی میں ہو تو ضرورت کے وقت جائز ہے، بلا ضرورت گھر میں بھی جائز نہیں:

عن ابن سيرين قال: كانوا يكرهون زي الرجال للنساء وزي النساء للرجال"(۲).

> "ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابہ و تابعین مردوں کے طور طریقوں کو عورتوں کے لئے اور عورتوں کے طور طریقے مردوں کے لئے پسند نہیں کرتے تھے"۔

گھر سے باہر بھی ضرورت شدیدہ کے وقت ان کے استعمال کی گنجائش ہے۔ لأن الضرورة تبيح المحظورات۔

ریشمی لباس پہننا

ریشمی لباس مردوں کے لئے جائز نہیں، عورتوں کے لئے اس کا استعمال

---

(۱) (فتح الباري، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه خيلاء: ۱۰/۲۶۲، قديمي).

(۲) (ابن أبي شيبة، كتاب اللباس والزينة، باب في ركوب النساء السروج: ۵/۲۰۵، دار الكتب العلمية، بيروت).

بلاشبہ جائز ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم اور سونے کے متعلق ارشاد فرمایا:

"یہ میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لئے حلال ہیں"(۱)۔

"عن ابن مسعود أنه سئل عن الحرير والذهب للنساء فقال: إنما هن لعبكم فزينوهن بما شئتم"(۲)۔

سادہ لباس

لباس میں جتنی سادگی ہو اتنا ہی بہتر ہے، فیشن کی دنیا کے تیار کردہ لباسوں میں جہاں شرعی قباحتیں موجود ہیں وہیں ان کے نقصانات بھی کافی ہیں۔

ذیل میں سائنسی وطبی حوالے سے لباس کی چند امور کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

سوتی لباس (Cotton Dress)

حکیم طارق مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لباس سوتی تھا۔ (رہبر زندگی)

فطرت تو تھی اور انسان پھر پھرا کر واپس فطرت کی طرف لوٹ رہا ہے۔ مصنوعی (Artificial) لباس پہننے سے کیا نقصانات ہوتے ہیں اور سوت کے

---

(۱) (ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لبس الحریر والذہب للنساء، ص ۲۶۷، قدیمی)۔

(۲) (ابن أبی شیبۃ، کتاب الطب، من رخص فی لبس الحریر للنساء، ۸/۲۳، مکتبۃ الرشد)

مطابق سوتی لباس کے کیا فوائد ہیں؟ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔

○ اگر خدانخواستہ کسی کو آگ لگ جائے تو سوتی لباس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچتا۔

○ یہ گرمی کو برداشت کرتا ہے، گرم ترین علاقوں میں اس کے بغیر گرمی کا قطعی علاج نہیں۔

○ جس بدن پر سوتی لباس ہوگا وہ بدن بہت کم جلدی امراض (Skin Disecses) کا شکار ہوگا، کیونکہ پولیسٹر اور مصنوعی تاگوں سے تیار شدہ لباس جسم کی گرمی سے گرم ترین (Hotest) ہو جاتا ہے اور اس کی حرارت جسم کی حرارت سے بڑھ کر جلدی امراض کا باعث بنتی ہے۔

○ سوتی لباس جسم کی حرارت کو متوازن رکھتا ہے، جس سے جلدی بیماریاں امراض سے بچاؤ ہوتا ہے۔

○ پولیسٹر کے لباس سے وہ خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں جن میں عورتوں میں لیکوریا اور مردوں میں جنسی امراض (Sexuol Diseases) ہیں، ہم اس کی وضاحت نہیں کریں گے۔

موٹا لباس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موٹا لباس زیب تن فرماتے تھے۔

(1) (مجموعہ احادیث نبوی)۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام کا زندگی بھر موٹا لباس

زیب تن کرنے کا معمول رہا ہے۔

موجودہ سائنس نے طویل ریسرچ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔

ڈاکٹر لوتھر ایم کے تجربات

ڈاکٹر لوتھر جرمنی کا مشہور ماہر سرطان (Cancer Specialist) ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جب سے عوام اور انسانیت نے سوتی لباس پہننا چھوڑا ہے اس وقت سے یہ مندرجہ ذیل امراض کا شکار ہو گئی ہیں:

* جلدی سرطان (Skin Cancer)
* جلد کے غدود کا سرطان (Skin Glands Cancer)
* عورتوں میں سینے کا سرطان (Breast Cancer)
* ٹشوز کا سرطان (Tissues Cancer)
* ہارمونز کا سرطان (ہارمونزی سسٹم میں سرطانی رطوبات کا اخراج) (Harmoes Cancer)
* جلدی خارش (Allergic Keramtitis)
* اکزیما (Eczema)
* الرجی (Allergy)

(تحقیق دہلی)

ڈاکٹر لوتھر کے زندگی کے تجربات بالکل درست ہیں، یا کہ اس نے بے کار

سالہا سال کی ریسرچ میں عمر گنوا دی ہے؟ آپ کا کیا خیال ہے؟

لیکن میرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صرف ایک طریقہ اس تحقیق پر غالب اور حاوی ہے۔

رنگت میں تبدیلی

ہمارے خون میں ایک مادہ میلانن (Melonin) ہے، جس سے ہمارے جسم کا رنگ طبعی حالت پر رہتا ہے لیکن جب کسی کی جلد پر دھوپ کی تمازت اور موسم کی تبدیلی اثر انداز ہوتی ہے تو جلد کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔

اور ایسا صرف اس وقت ہوتا ہے جب باریک اور چست لباس زیب تن کیا جائے"(۱)۔

کلف دار کاٹن اور جدید سائنس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوتی لباس زیب تن فرمایا، سوتی لباس کی افادیت پہلے گزر چکی ہے لیکن فیشن کی دنیا نے اس سوتی لباس کی افادیت کو بگاڑ دیا ہے اور مطلوبہ فوائد سے خالی کر دیا ہے۔

کلف لگے لباس جسم کے لئے کس حد تک مفید ہیں، پہلے کچھ کلف کا ذکر۔

❁ یہ دراصل چاول کی یا گندم کا میدہ ہوتا ہے جس کو پانی میں ابال کر اور پکا کر پھر پانی میں گھول کر کپڑوں پر لگایا جاتا ہے۔

❁ چونکہ کلف لگا لباس اکڑ جاتا ہے، لہٰذا جسم کو اکڑا کر متکبر بنا دیتا ہے اور

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۱۳۷-۱۳۹ ادارہ الکتاب، لاہور)

فرائیڈ ماہر نفسیات کے مطابق تکبر اعصاب اور دماغ کا گھن ہے اور انسان بے شمار عصابی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

❁ کلف دار لباس سے جلد پر رگڑ پہنچتی ہے، جلد رگڑ برداشت نہیں کر سکتی، جس سے طرح طرح کے جلدی امراض جنم پاتے ہیں۔

❁ کلف دار لباس سے ہوا کا گزر نہ ہونے کی وجہ سے پسینہ خشک نہیں ہوتا، مزید یہ کہ کپڑا پسینہ جذب نہیں کرتا۔

❁ پسینہ کی وجہ سے خارج ذکلف کا مواد بدن کو لگتا رہتا ہے اور جلد پر چپکا رہتا ہے، جس سے جلدی مسام بند ہو کر پھپھوند کا خطرہ لاحق رہتا ہے(۱)۔

عورتوں کا آدھی آستین والی قمیص پہننا

چونکہ اس ہیئت میں مکمل بدن نہیں ڈھکتا اس لئے اسے پہننا جائز نہیں۔

''بخاری'' میں حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کا عمل منقول ہے کہ ان کی آستینیں کھلی ہوتی تھیں لہٰذا وہ اپنی آستینوں میں بٹن لگا کر اپنی انگلیوں میں ڈال دیتی تھیں تاکہ وعید نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''رب کاسیة فی الدنیا عاریة یوم القیمة'' میں داخل نہ ہو جائیں۔

''وکانت هند لها أزرار فی كُمّیها بین أصابعها''.

والمعنى أنها كانت تخشى أن يبدو من جسدها شئٌ بسبب سعة كُمّيها، فكانت تزر ذلك؛ لئلا يبدو منه شئٌ فتدخل فی قوله صلى

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۲۲۰، دارالکتاب لاہور).

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "كاسية عارية"(۱).

کالر والی قمیص پہننا

کالر والی قمیص میں مردوں کے لباس کی مشابہت پائی جاتی ہے جو کہ ممنوع ہے لہذا اس سے احتراز لازم ہے۔

"عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: أربعة لعنوا في الدنيا والآخرة، وأمنت الملائكة: رجل جعله الله ذكراً فأنث نفسه وتشبه بالنساء، وامرأة جعلها الله أنثى، فتذكرت وتشبهت بالرجال". الحديث(۲)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چار قسم کے
لوگوں پر دنیا وآخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور فرشتے آمین کہتے
ہیں: ۱- وہ شخص جسے اللہ نے مرد بنایا اور وہ عورتوں کی مشابہت
اور چال چلن کے ذریعے اپنے کو عورت بناتا ہے ۲- ایسی عورت
جسے اللہ نے عورت بنایا اور وہ مردوں کی مشابہت کر کے مرد بننا
چاہتی ہے" الخ.

---

(۱) (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتجوز من اللباس والبسط: ۱۰/۲۷۲، قدیمی).

(۲) (الترغیب والترهیب، الترهیب من تشبه الرجل بالمرأة: ۳/۷۵، روضة القرآن، پشاور)

صرف لمبا کرتا پہننا

اگر کرتے کی وضع اس قسم کی ہو کہ اس میں کوئی بے پردگی نہ ہو اور عورت بھی ستر عورت کا خیال رکھے تو اگرچہ اس کی گنجائش ہے لیکن عورتوں کا اس طرح ایک کپڑے میں رہنا مناسب نہیں کیوں کہ جس طرح ستر عورت شلوار میں ممکن ہے اس طرح صرف لمبے کرتے سے حاصل نہیں ہوتا:

"لبس السراويل سنة، وهو أستر الثياب للرجال والنساء. كذا في الغرائب"(۱).

"وأما في البيت فتقعد بدونه [السروال]، وهي لا تخلو إما أن يكون البيت لا يدخله غير زوجها أو هو وغيره، فإن كان الأول فتلك جائز لها في غير الصورة"(۲).

مردانہ جیکٹ

لباس سے متعلق اصول میں یہ بات گزری کہ ہر وہ لباس جو مردوں کے ساتھ خاص ہو عورتوں کے لئے اسے پہننا جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو لباس وغیرہ میں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

"عن ابن عباس، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: أنه لعن

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية والاستحسان، الباب التاسع في اللبس: ۵/۳۳۲، رشيدية)

(۲) (المدخل لابن الحاج، لبس النساء: ۱/۲۴۲، دار الفكر)

المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء" (۱)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر بھی لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں"۔

لہٰذا مردانہ جیکٹ کا استعمال کرنا جائز نہیں۔

واسکٹ پہننا

واسکٹ بھی مردوں کے لباس میں سے ہے، اس کے استعمال میں تشبہ بھی پایا جاتا ہے، لہٰذا اس کا استعمال بھی جائز نہیں۔

"لعن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل" (۲)۔

"جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی طرح لباس پہنتے ہیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں کی طرح لباس پہنتی ہیں"۔

شلوار پہننا

لباس کا اصل مقصد ستر عورت ہے اور یہ مقصد جس لباس سے حاصل ہو وہ

---

(۱) (ابوداؤد، کتاب اللباس، [illegible] امدادیہ)

(۲) (صحیح [illegible]، کتاب اللباس، [illegible] قدیمی [illegible]

طبع آر)۔

پسندیدہ لباس کہلانے کا، شلوار میں سترِ عورت بہ نسبت دوسری چیزوں کے زیادہ ہے، لہذا شلوار کا پہننا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

"عن علي كنت قاعداً عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عند البقيع في يوم مطير، فمرت امرأة على حمار، ومعها مكاري، فسقطت فأعرض عنها بوجهه، فقالوا: يارسول الله! إنها متسرولة، فقال: اللهم اغفر للمتسرولات من أمتي" (١).

> "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک بارش والے دن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بقیع میں بیٹھا تھا، وہاں سے ایک عورت کا گزر ہوا جو گدھے پر سوار تھی اور اس کے ساتھ خچر و گدھے کرائے پر دینے والا شخص بھی تھا، وہ گر پڑی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منہ موڑ لیا (کہیں ستر کھل نہ گیا ہو اور اس پر نگاہ نہ پڑ جائے) تو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے شلوار پہن رکھی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میری امت کی ان عورتوں کی مغفرت فرما جو (سترکا لحاظ کرتی ہیں) اور شلوار پہنتی ہیں"۔

فائدہ:

شلوار بیٹھ کر پہننا بہتر ہے، ملا علی قاری صاحب مدخل سے نقل کرتے ہیں:

(١) (مجمع الزوائد، كتاب اللباس وزينته، آداب اللباس وهيئته: ٢/٦ ٨٠، إدارة القرآن).

"وعلیك أن تسرول قاعداً وتعمم قائماً"(۱)۔

تہبند (لنگی) پہننا

عورتوں کے لیے تہبند باندھنا جائز ہے(۲)۔

لہنگا پہننا

لہنگا وہ لباس جو ہندو عورتیں پہنتی ہیں اس کا استعمال بھی ناجائز ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

"رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم علیّ ثوبین معصفرین، فقال: إن هذه ثیاب الکفار فلا تلبسها"(۳)۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: لباس کا یہ رنگ وانداز کفار کا ہے، اسے مت پہنو"۔

آڑا پاجامہ پہننا

یہ ایک قسم کا چوڑی دار پاجامہ ہے جسے شرفاء استعمال نہیں کرتے البتہ فساق وفجار کے ہاں بہت مقبول ہے، چونکہ اس میں تشبہ بالفساق پایا جاتا ہے لہٰذا اس کا

---

(۱) (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثاني: ۸/۱۸۱، رشیدیه)۔

(۲) (کفایت المفتی، کتاب الحظر والإباحة: ۹/۱۸۰، دار الاشاعت)۔

(۳) (الصحیح لمسلم، کتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر: ۲/۱۹۳، قدیمي)۔

استعمال ممنوع ہے۔

ڈھیلا پاجامہ پہننا

ڈھیلا پاجامہ یعنی جس کے پائنچے کھلے ہوں اسے پہننا بھی جائز ہے، بشرطیکہ فاسقات کا شعار نہ ہو، مگر اس میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، خاص کر بیٹھنے کی حالت میں کیونکہ ڈھیلے پاجامے کے پائنچوں کی وجہ سے پاجامہ غیر اختیاری طور پر اوپر آجاتا ہے، اسی طرح کھلے پائنچوں کے سبب ستر پر نگاہ پڑنے کا بھی قوی اندیشہ ہے، اگر ان امور کا لحاظ رکھا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

پینٹ پہننا

پینٹ کا استعمال مردوں کے لیے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ عورتیں اسے بطور فیشن استعمال کریں۔

"كل لباس يكون على خلاف السنة، يكون لبسه مكروها، وهو مثل أثواب الكفار، وأثواب أهل الفسق والفجور وأهل الأشر والبطر"(۱).

بیلٹ والی شلوار استعمال کرنا

اس کا اصل مقصد سرین کے ابھار کو واضح کرنا اور بیٹے کو اسمارٹ ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ سرین کے ابھار کی سرعام نمائش غیرت ایمانی کے سراسر خلاف ہے، ایسے حیا سوز لباس سے قطعاً اجتناب کیا جائے:

---

(۱) النتف في الفتاوى، كتاب الأشربة، اللبس المكروه: ٢٦٢/١، سعيد

﴿إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لاتعلمون﴾ [النور: ۱۹]۔

شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا

باوجودیکہ شریعت مطہرہ نے مردوں کو ٹخنے ڈھکنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں، عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا پابند کیا۔

لہٰذا شریعت مطہرہ کے حکم کی خلاف ورزی مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا اور عورتوں کا ٹخنے کھلے رکھنا شیوہ مسلمانی نہیں:

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: من جر ثوبه خيلاء، لم ينظر الله إليه يوم القيامة، فقالت أم سلمة: فكيف تصنع النساء بذيولهن؟ قال: يرخين شبرا، فقالت: إذا تنكشف أقدامهن، قال: فيرخينه ذراعا، لايزدن عليه»(۱)۔

”حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:
جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو از راہ تکبر اپنے لباس کو ٹخنوں سے نیچے رکھے گا، اللہ رب العزت قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں کریں گے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا: عورتیں اپنے دامن کو کیا کریں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں ایک بالشت نیچے لٹکالیں، اس پر

(۱) (الترمذي، كتاب اللباس، باب ما جاء في ذيول النساء: ۱/۲۰۶، سعيد)

حضرت ام سلمہ نے فرمایا: اس صورت میں ان کے پیر کھلے رہیں گے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ بھر اور نیچے لٹکا لیں اس سے زائد نہ لٹکائیں''۔

ٹخنے کھلے رکھنے کے سائنسی نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی اس کی سائنسی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

طاہر منیر صاحب قوم کا کاروبار کرتے ہیں، اچھے پڑھے لکھے صاحب ہیں، فرمانے لگے: میں امریکہ (مشی گن سٹیٹ) کے سفر پر تھا۔ وہاں ایک ہیلتھ سینٹر (Health Centre) دیکھا۔ میرے دوست نے کہا۔ یہاں چلو آپ کو مزے دار چیزیں دکھاتا ہوں۔ ہم اکٹھے اس سینٹر میں پہنچے، بہت بڑا سینٹر تھا، اس کے مختلف شعبے تھے۔ ہم پھرتے پھراتے شعبہ لباس میں پہنچے تو ایک جگہ لکھا ہوا تھا: ''شلوار (لباس) کو ٹخنوں سے اوپر لٹکاؤ۔ اس سے ٹخنوں کے ورم، جگر کے اندرونی ورم اور پاگل پن سے بچ جاؤ گے۔ میں چونک پڑا، میں نے پوچھا کہ یہ سینٹر مسلمانوں کا ہے؟ کہا کہ نہیں یہ عیسائیوں کا تحقیقاتی ادارہ ہے اور یہاں صحت کے مختلف عنوانات پر تحقیق کرتے ہیں، جن میں بعض اسلامی احکامات بھی زیر بحث آتے ہیں۔

اگر شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوگی تو بعض اہم شریانیں (Arteries) اور وریدیں ایسی ہوتی ہیں جن کو ہوا اور پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اگر وہ ڈھکی رہیں تو جسم کے اندر مذکورہ بالا بیماریاں آتی ہیں۔

طاہر منیر صاحب کے مطابق وہاں میں اس سینٹر کے متعلقین سے ملا تو انہوں

نے عجیب و غریب انکشافات کئے، ان کا کہنا ہے کہ: "عورتیں اگر کھلے پائنچوں والی شلوار یا ٹخنوں سے اوپر شلوار لٹکائیں گی تو ان کے اندر نسوانی بار موتز کی کمی یا زیادتی ہو جائے گی، اس کی وجہ سے وہ اندرونی ورم (Viginal Inflammation)، کمر کے درد (Backache)، اعصابی کمزوری اور کھچاؤ کا مستقل شکار رہیں گی۔

طاہر صاحب فرمانے لگے، جب میں نے یہ کیفیت خانہ دار عورتوں میں دیکھی تو واقعی جنہوں نے سنت سے اعراض کیا ہوا تھا ان کی حالت بالکل ویسی ہی تھی (۱)۔

سریکن پہننا

ظاہری زیب و زینت کا اظہار صرف شوہر، محارم اور مسلمان عورتوں کے سامنے جائز ہے، باطنی زیب و زینت کا اظہار سوائے شوہر کے کسی کے سامنے جائز نہیں، مغرب سے مستعار ایسے حیا سوز و فتنہ پرداز فیشنوں کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ایسا فیشن جو غیرت و حیا کے نام پر دھبہ ہو تقاضہ انسانیت کے خلاف ہے، لہذا ایسے حیا سوز لباس سے اجتناب ضروری ہے۔

پیڈ استعمال کرنا

عورتوں کے لئے مخصوص ایام میں پیڈ وغیرہ استعمال کرنا مستحب ہے۔

"وأما البكر سنة أي: استحب وضعه للبكر عند الحيض فقط، وللثيب مطلقاً، لأنها لا تأمن عن خروج شيء منها، فتحتاط في ذلك

(۱) (طب نبوی اور جدید سائنس ۱/۱۵۶، دار الکتاب، لاہور)۔

خصوصاً في حالة العسرة" (١).

برقع پہننا

برقع یا بڑی چادر پہننے کا مقصد اجانب وغیر محارم کی نگاہوں سے محفوظ رہنا اور اس بات کی اطلاع ہے کہ عورت پردہ دار ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿يا أيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن ذلك أدنى أن يعرفن فلا يؤذين وكان الله غفورا رحيما﴾ (الأحزاب: ٥٩)

اور یہ مقصد جس چیز سے حاصل ہو شرعاً اس کو مستحسن اور پسندیدہ کہا جائے گا اور جس برقعے یا چادر سے یہ مقصد حاصل نہ ہو بلکہ اپنی چمک دمک اور شوخی کی وجہ سے وہ برقع یا چادر خود جاذب نظر ہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔

مشہور مفسر علامہ آلوسی رحمہ اللہ ایسے برقعوں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ثم اعلم أن عندي مما يلحق بالزينة المنهي عن إبدائها ما يلبسه أكثر مترفات النساء في زماننا فوق ثيابهن ويستترن به إذا خرجن من بيوتهن، وهو غطاء منسوج من حرير ذي عدة ألوان، وفيه من النقوش الذهبية أو الفضية ما يبهر العيون، وأرى أن تمكين أزواجهن ونحوهم لهن

---

(١) رسائل ابن عابدين، الرسالة الرابعة: ١/٨٤، سهيل اكيڈمی، لاهور.

من الخروج بذلك ومشيهن بين الأجانب من قلة الغيرة، وقد عمت البلوى بذلك"(١)۔

"جس زینت کے اظہار سے عورتوں کو منع کیا گیا اس میں وہ مختلف رنگوں والا ریشمی برقع بھی داخل ہے جس پر سونے یا چاندی کے نقش و نگار ہوتے ہیں اور جب عورتیں انہیں پہن کر باہر نکلتی ہیں تو آنکھیں پھرا جاتی ہیں، شوہر اور دیگر محارم کا انہیں اس حال میں باہر نکل کر اجانب میں چلنے کی اجازت دینا قلت حیا پر مبنی ہے"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پردے کے لیے ایسا برقع یا چادر استعمال کی جائے جو جاذب نظر نہ ہو، ایسا برقع یا چادر جو بڑی عورتوں کو بھی جاذب نظر بنادے ہرگز جائز نہیں۔

"قال الذهبي: ومن الأفعال التي تلعن المرأة عليها إظهار زينتها كذهب أو لؤلؤ من تحت نقابها، وتطيبها بطيب كمسك إذا خرجت، وكذا لبسها عند خروجها كل ما يؤدي إلى التبرج كمصبوغ براق وإزار حرير وتوسعة كم وتطويله، فكل ذلك من التبرج الذي يمقت الله عليه فاعله في الدنيا والآخرة"(٢)۔

صحابیات کے پردے کی کیفیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتی ہے:

(١) (روح المعاني، سورة النور: ١٨/٤٢٦، إحياء التراث العربي)۔

(٢) (الزواجر عن اقتراف الكبائر: ٢٥٨، ٢٥٩، دار الفكر)۔

"عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: لما نزلت ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ خرج النساء كأن على رؤوسهن الغربان من الأكيسة"(۱)۔

فرماتی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی "عورتیں اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں" تو انصار کی عورتیں اس حالت میں باہر نکلتی تھیں گویا ان کے سروں پر کالے کوے ہیں، سیاہ چادروں کی وجہ سے۔

دستانے اور جرابیں

باہر جانے کے لیے دستانے اور جرابیں پہننا ضروری نہیں، البتہ اگر کوئی عورت اس کا بھی اہتمام کرے تو بہتر ہے بشرطیکہ وہ خود جاذب نظر نہ ہوں اور اس کا استعمال صرف پردے کی نیت سے کیا جائے، اس میں امتیازی اور نمایاں نظر آنے کا پہلو نہ پایا جائے:

"وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين والقدمين"(۲)۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ "وكانت لها أزرار في كميها بين أصابعها" کا ترجمہ فرماتے ہیں:

---

(۱) (أبوداود، كتاب اللباس، باب في قول الله تعالى: ﴿وليضربن بخمرهن على جيوبهن﴾: ۲/۲۱۲، إمدادیه)۔

(۲) (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، مطلب في ستر العورة: ۱/۴۰۵ - ۴۰۶، سعید)

"یعنی اس عورت نے انگلیوں کے درمیان گھنڈیاں لگا دیں تھیں، تاکہ صرف انگلیاں ننگی ہوں اور بقیہ مستور رہے" (۱)۔

"عن ابن عمر، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم "المحرمة لا تنتقب، ولا تلبس القفازين".

قال العلامة خليل أحمد السهارنفوري رحمه الله: "هو بالضم والتشديد شيء يصنع للنساء تلبسه في أيديهن يغطي الأصابع والكف والساعد من البرد، وفيه قطن محشو، وقيل: هو ضرب من الحلي تتخذه المرأة لساعديها مجمع. وفي القاموس: كرمان: شيء يعمل لليدين يحشى بقطن تلبسهما المرأة للبرد، وضرب من الحلي لليدين والرجلين، أما لبس القفازين فلا يكره عندنا" (۲).

سینہ بند یا شمیز

سینہ بند کا استعمال اگر پستانوں کی حفاظت کے لئے ہو تو جائز ہے، اسی طرح اپنے شوہر کے لئے استعمال کرنا جائز ہے لیکن اگر پستان بند کا مقصد زینت غیر محرم اور ہر کس و ناکس کو متوجہ کرنا ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں، نیز وہ بریزئیر جن کی بناوٹ اور ساخت ہی اس قسم کی ہے کہ ان سے سینے کا ابھار اور زیادہ معلوم ہوتا ہے ان کا استعمال بھی جائز نہیں کیونکہ سینہ ان مواضع زینت میں سے ہے جن کا اظہار سوائے شوہر کے کسی کے سامنے بھی جائز نہیں۔

---

(۱) (صحیح البخاری، کتاب اللباس: ۲/۸۷۷، رشیدیہ)

(۲) (بذل المجهود، کتاب المناسک، باب ما یلبس المحرم: ۳/۱۱۸، إمدادیہ ملتان)

بریزئر اور سائنس

طبی لحاظ سے بریزئر کے فوائد و نقصانات پر روشنی ڈالتے ہوئے حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

"فیشن کی دنیا نے زمانے کے معیار بدل کر لوگوں کے مزاج بدل دیئے ہیں حسن نسواں کے لئے پستانوں کو بہت اہمیت حاصل ہے، پستانوں کا تحفظ اور حسن فراہم کرنے کے لئے فیشن نے بریزئر کا استعمال کرنا سکھایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا استعمال نہیں تھا لیکن اب اس کا استعمال ہر خاتون کی ضرورت ہے۔

بندہ نے جو ڈاکٹری کے ماہرین سے ملاقاتیں کیں اور بریزئر کے میٹریل کا بغور مطالعہ کیا تو اس نتیجے پر پہنچا۔

۱۔ فوم

بریزئر میں فوم کی تہہ اس کو ابھارنے اور نرم بنانے کے لئے ہوتی ہے فوم جلدی غدود خاص طور پر دودھ کی گلینڈز کو بہت متاثر کرتا ہے اس فوم کی تہہ کی وجہ سے ہوا کا داخلہ بند ہو کر گھٹ جاتے ہیں، چونکہ پستان بہت حساس اور زود اثر ہوتے ہیں اس لئے یہ تھوڑی تنگی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

۲۔ پولسٹر یا نائیلون کا کپڑا

تمام بریزئر میں استعمال ہونے والا کپڑا پولسٹر یا نائیلون کا ہوتا ہے جو نہ تو پسینہ جذب کرتا ہے اور نہ ہی ہوا کو داخل یا خارج ہونے دیتا ہے۔

۳۔ خشکی

چونکہ بریزر کا مقصد پستانوں کو ڈھلکنے سے بچانا ہے اس لئے اس انداز سے بنایا جاتا ہے کہ یہ پستانوں کو کھینچ کر رکھیں۔ بریزر بذاتِ خود ایک شکنجہ نما چیز عادی بن کر بے شمار امراض کا باعث بن جاتا ہے اس کی تنگی کو مزید سخت کرنے کے لئے اس کے تسمے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔

۴۔ بریزر اور بریسٹ کینسر

ڈاکٹر خالد وحثانی کینسر اسپیشلسٹ لاہور نے انکشاف کیا ہے کہ میرے پاس پستانوں کے کینسر میں مبتلا اکثر مریض عورتیں ایسی ہیں جن کو صرف بریزر کی وجہ سے کینسر ہوا اور جب اس امر کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کے کینسر کی وجہ بریزر کا استعمال ہے۔

ماؤں میں دودھ کی کمی

اکثر خواتین کا کسی مرض یا بیرونی اثر مثلاً بریزر کی وجہ سے دودھ خشک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دودھ سے محروم ہوتی ہیں، لہٰذا یاد رکھیں کہ بریزر کا استعمال عورتوں کے دودھ کو کم اور ختم کرتا ہے۔

جلدی حساسیت

بریزر کے استعمال سے چونکہ پستان ڈھکے اور کسے رہتے ہیں اس لئے ان کے اندر حساسیت پیدا ہو جاتی ہے مزید یہ کہ دن بھر کے کام کاج عورتوں کو اوپر نیچے ہونے پر مجبور کرتے ہیں جس کی وجہ سے پستان بریزر سے رگڑ کھاتے رہتے ہیں اور

یہی رگڑ مریض کے لئے الرجی کی باعث بن جاتی ہے جس سے وائرس اور بیکٹیریا کے جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں جن کی انگیزیں، جلدی خارش، پھنسیاں اور سوزش کے مریض تو اکثر پریکٹس میں ملتے ہیں۔

توجہ طلب مثال

آپ اپنے ہاتھ کو ایک ایسی تھیلی میں جس کے اوپر اور نیچے پولیسٹر کا کپڑا اور درمیان میں فوم ہو چھ گھنٹے بس یہی ہاتھ بالکل بند رکھیں تو چھ گھنٹے کے بعد ہاتھ کی کیفیت کیا ہوگی بلکہ پورے جسم کی کیفیت کیا ہوگی؟

اعصابی امراض

تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ پستانوں پر بریزر کے دباؤ کا اثر جسم کے تمام اعصابی نظام کو متاثر کرتا ہے۔ ایسی خواتین ہر وقت مندرجہ ذیل کیفیات کا شکار ہو سکتی ہیں:

- ایسی خواتین بہت حساس ہو جاتی ہیں اور چھوٹی موٹی بات کو زیادہ محسوس کرتی ہیں۔
- خواتین میں بے چینی ہو کر ہسٹریائی کیفیت بن جاتی ہے۔
- کمر اور شانوں کے درد کی مستقل مریض بن جاتی ہیں۔
- سر بوجھل اور دل پر گھٹن کے اثرات ہوتے ہیں۔

نوٹ:

بندہ نے کتب حدیث اور علمائے حدیث سے تحقیق کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواتین میں بریزر کا استعمال قطعی نہیں تھا اگر آپ

واقعی یہ چیزیں کے استعمال پر مصر ہیں تو باریک کاٹن کے کپڑے کی یہ چیز استعمال ہو سکتی ہیں"(۱)۔

فائدہ

حکیم طارق محمود چغتائی نماز کی سائنسی حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عورتیں نیت کے بعد جب سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں تو دل کے اندر حرکت بخش حرارت منتقل ہوتی ہے اور وہ غدود نشو ونما پاتے ہیں، جن کے اوپر بچوں کی غذا کا انحصار ہے، نماز قائم کرنے والی ماؤں کے دودھ میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ بچوں کے اندر اثرات کا ذخیرہ ہوتا رہتا ہے جس سے ان کے اندر ایسا پیٹرن (Pattern) بن جاتا ہے جو بچوں کے شعور کو نورانی بناتا ہے۔

جدید تحقیق میں یہ بات ثابت ہے کہ عورتیں جب سینہ پر ہاتھ رکھ کر ایک خاص مراقبہ کرتی ہیں جس سے دنیا سے کٹ کر کسی پرسکون خیال میں کھو جاتی ہیں (یعنی اللہ کی طرف جب نمازی عورت متوجہ ہوتی ہے) تو ایسی حالت میں ایک خاص قسم کی ریز (Rays) پیدا ہوتی ہیں جو بقول ڈاکٹرز اروان ہلکے نیلے یا سفید رنگ کی ہوتی ہے جو اس کے جسم میں داخل اور خارج ہوتی رہتی ہے اور اس جسم کے اندر قوت مدافعت (Immunity) کے بڑھنے سے وہ جسم کبھی بھی خلیات کے سرطان (Cancer of Cells) میں مبتلا نہیں ہوتا (۲)۔

باریک دوپٹہ اوڑھنا

باریک دوپٹہ اوڑھنا جائز نہیں۔ حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۲۴۰-۲۴۳)۔

(۲) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۲۲، دار الکتاب، لاہور)۔

روایت کرتے ہیں کہ: ''حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن اماں عائشہ کے پاس تشریف لائیں انہوں نے باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے پھاڑ ڈالا اور انہیں موٹا دوپٹہ پہنایا (۱)۔

گھر میں ننگے سر رہنا

شریف و دیندار گھرانوں میں اسے بہت معیوب سمجھا جاتا ہے، نیز اس میں بے پردگی اور آزادی کی راہ بھی کھلتی ہے اور محارم کے سامنے بیٹھنے کا ابھار بھی ظاہر ہوتا ہے لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔ درج ذیل القول التالي يؤيد الجواز:

''في غريب الرواية: يرخص للمرأة كشف الرأس في منزلها وحدها فأولى أن يجوز لها لبس خمار رقيق يصف ما تحته عند محارمها. كذا في القنية''(۲)۔

اسکارف پہننا

اگر شرعی پردے کی رعایت کرتے ہوئے اسکارف کا استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اسی کو پردے کا متبادل خیال کرکے پہن لیا جائے اور باقی بدن کے پردے سے غفلت اور لاپرواہی برتی جائے تو یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔

سر پر رومال باندھنا

بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں کہ محض زینت ہے۔

---

(۱) (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثالث: ۳۷۷، قدیمی)۔

(۲) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب التاسع فی اللبس: ۵/۳۳۳، رشیدیه)۔

"عن آمنة بنت أبي النجار قالت : كن أزواج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يتخذن عصائب فيها الورس والزعفران ، فيعصبن بها أسافل رؤسهن ثم يحرمن بالملك"(۱).

"حضرت امینہ بنت ابی النجار فرماتی ہیں: ازواج مطہرات سرخ و زرد رنگ کی پٹیاں لے کر اپنے سروں کے نچلے حصے میں باندھتی تھیں"۔

پرس لٹکانا

عورتوں کے لئے بلا ضرورت باہر نکلنا جائز نہیں اور ضرورتاً باہر نکلنے کے بھی اصول وضوابط ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى﴾ [الأحزاب: ۳۳].

اگر واقعی ضرورت ہو تو باہر نکلنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ ایسے امور وحرکات سے بالکل اجتناب کیا جائے جو فتنے کا باعث ہوں، لہذا پرس لٹکا کر باہر نکلنا اور مزید یہ کہ پرس کو بھی نقش و نگار سے آراستہ کرنا جائز نہیں، اگر کوئی چیز لے کے جانی ہو تو اس کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔

---

(۱) (إتحاف السادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، كتاب اللباس، ما جاء في لبس الأبيض: ۲/ ۹۵، ۳، عباس أحمد الباز مكة).

مشرک وفاسق عورتوں کے سامنے اظہارِ زینت

زیب وزینت کا اظہار جس طرح اجانب کے سامنے جائز نہیں اسی طرح فاسق ومشرک عورتوں کے سامنے بھی جائز نہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نیک وپاکدامن عورت کو چاہیے کہ فاسق عورتوں کی نگاہوں سے بچے ورنہ وہ اس کے اوصاف باقی مردوں کے سامنے بیان کریں گی، لہٰذا ان کے سامنے اپنی چادریں اور دوپٹے نہ اتاریں۔ اسی طرح مشرک وکتابی عورتوں کے سامنے بھی زینت کا اظہار نہ کریں''(۱)۔

عطر لگانا

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے حیائی اور فتنے سے روکنے کے لئے عورتوں کو ہر اس کام سے منع فرمایا جو باعثِ فتنہ ہوں، اسی لئے عورتوں اور مردوں کی خوشبو میں فرق کیا اور فرمایا:

"طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه، وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه"(۲)۔

''مردوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس

(۱) (فتاوى اللكهنوي، ما يتعلق بالنساء: ۲۹۷، دار ابن حزم)،
(المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الحظر والإباحة، الرابع: في نشر المرأة إلى شعرها: ٤/٥٦٢، رشيدية)
(۲) (النسائي، كتاب الزينة، الفصل بين طيب الرجال وطيب النساء: ۲/۲۸۱، قديمي)

کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو، جب کہ عورتوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو"۔

"أيما امرأة استعطرت، فمرت على قوم ليجدوا من ريحها فهي زانية"(۱)۔

"جو عورت بھی عطر لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے، تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے محظوظ ہوں تو وہ زانیہ ہے"۔

لہٰذا عورتوں کا خوشبو دار عطر اور ایسا میک اپ استعمال کر کے باہر نکلنا جس میں خوشبو پائی جائے فرمانِ نبوی کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

البتہ اگر کوئی عورت اپنے گھر میں محارم کے سامنے خوشبو دار عطر وغیرہ استعمال کرے تو اس کی گنجائش ہے۔

ملا علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أما إذا كانت عند زوجها فلتطيب بما شاءت"(۲)۔

خوشبو دار ٹالکم پاؤڈر وغیرہ استعمال کرنا

عورتوں کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ باہر نکلتے وقت خوشبو دار پاؤڈر استعمال کریں یا ایسا صابن استعمال کریں جس کی خوشبو باقی رہے۔ گھر میں رہتے ہوئے انہیں استعمال کرنا جائز ہے۔

"ولا يجوز لهن الطيب بما له رائحة طيبة عند الخروج من

(۱) (النسائي، كتاب الزينة، ما يكره للنساء من الطيب. ۲/۲۸۲، قديمي)۔

(۲) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني: ۸/۲۲۵، رشيدية)۔

بیوتهن، ویجوز إذا لم یخرجن"(١)۔

فتنۂ آواز، فتنۂ خوشبو اور جدید تحقیق

ماہرین نفسیات کا عریانی کے بارے میں نظریہ یہ ہے کہ خواتین جب خوشبو لگاتی ہیں تو اس سے فسق پیدا ہوتا ہے۔ وہ بن سنور کر اور عریاں ہو کر جب غیر مرد کے سامنے آتی ہے تو اس کا اثر مرد پر تیز تر ہوتا ہے اور شہوانی جذبات بھڑک اٹھتے ہیں۔ جب غیر عورت کی آواز مرد سنتا ہے تو یہ آواز بھی غیر مرد کے شہوانی جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ فتنۂ آواز، فتنۂ خوشبو اور فتنۂ عریانی کو ماہرین نفسیات Eduction یا جاذبیت کا نام دیتے ہیں یعنی اس سے گناہ کی طرف کشش پیدا ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبۂ نفسیات کے پروفیسر محمد اختر کا بھی یہی قول ہے کہ یہ عناصر گناہ کی طرف انسان کو تیزی سے راغب کرتے ہیں(٢)۔

☆ ☆ ☆

(١) مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ٨/١٦١، رشيدية.

(٢) (اسلام صحت اور جدید سائنسی تحقیقات ص ۳۴۳، ادارہ اشاعت اسلام)۔

بالوں سے زیب وزینت

فطرتاً عورتوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حسین سے حسین تر نظر آئیں، اس مقصد کے لئے بسا اوقات وہ ایسے طریقے بھی اختیار کرتی ہیں جو شرعاً ممنوع ہوتے ہیں، بال خوبصورتی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اسی لئے بناؤ سنگھار میں بالوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

فطرت کے اصولوں کے پیش نظر شریعت مطہرہ نے جو احکام دیئے وہ فطری حسن وجمال کو دوبالا کردیتے ہیں مثلاً:

○ عورتوں کو گھنے اور لمبے بالوں سے نوازا تو مردوں کو وفرہ (کانوں تک)، لمہ (کانوں کی لو تک) اور جمہ (کندھوں تک) بال رکھنے کی اجازت دی۔

○ مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی تو عورتوں کے چہرے کو بغیر بالوں کے حسن وجمال سے مزین فرمایا۔

○ مردوں کے سینے کو بالوں سے بارعب بنایا تو عورتوں کی چھاتیوں کو بغیر بالوں کے ہی جاذب نظری سے نوازا۔

○ زائد بالوں کے متعلق مرد وعورت ہر ایک کو ایک لائحہ عمل دیا کہ ہر ہفتے ان کی صفائی کریں ورنہ ہر پندرہ دن کے بعد اور آخری گنجائش چالیس دن رکھی کہ ان میں ایک دفعہ ضرور ان زائد بالوں کو صاف کیا جائے، اس میں جسم کی نظافت کے علاوہ

بھی کئی مصالح وحکمتیں ہیں۔

الغرض اگر قدرت کے ان زریں اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے تو بناوٹی حسن کی چنداں ضرورت نہیں رہتی، تاہم شریعت مطہرہ نے عورتوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے حسن وجمال کے لئے مزید سہولیات دی ہیں، اگر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ان سے فائدہ حاصل کیا جائے تو نہ صرف جائز بلکہ ایک پسندیدہ چیز ہے۔ ذیل میں زیب وزینت کے ان احکام کو ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق بالوں سے ہے۔

وگ لگانا

وگ اگر مصنوعی یا غیر انسانی بالوں کی ہو تو اسے استعمال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ دھوکہ دہی کی غرض سے استعمال نہ کی جائے۔

"قال أبو داود: وتفسير الواصلة التي تصل الشعر بشعر النساء. قال أبو داود: وكان أحمد يقول: القرامل ليس به بأس [illegible] نسخة. حدثنا محمد بن جعفر بن زياد، قال: حدثنا شريك، عن سالم، عن سعيد بن جبير، قال: لا بأس بالقرامل. قال أبو داود: كأنه يذهب إلى أن المنهي عنه شعور النساء"(١).

قال الإمام محمد رحمه الله: "يكره للمرأة أن تصل شعرا إلى شعرها، أو تتخذ قصة شعر، ولا بأس بالوصل في الرأس إذا كان صوفا،

---

(١) أبو داود، كتاب الترجل، باب في صلة الشعر: ٢/٢٢٥، إمدادية.

فأما الشعر من شعور الناس، فلا ينبغي، وهو قول أبي حنيفة والعامة من فقهائنا رحمهم الله تعالى"(۱).

"أبو حنيفة عن الهيثم، عن أم ثور، عن ابن عباس أنه قال: لا بأس أن تصل المرأة شعرها بالصوف، إنما نهي بالشعر، وفي رواية: "لا بأس بالوصل إذا لم يكن شعر بالرأس"(۲).

قال العلامة أنور شاه الكشميري رحمه الله تعالى: "والمواصلة من الأشعار منهية عنها، لا من الغزل، وما في عصرنا فليست بممنوعة"(۳).

بالوں کی پیوندکاری

بالوں کی پیوندکاری میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر انسانی بالوں سے پیوند کاری کی جائے تو جائز نہیں۔ انسانی بالوں کے علاوہ جانوروں کے بال یا مصنوعی بال ہوں تو جائز ہے۔

"عن عرفجة بن أسعد، قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفا من ورق، فأنتن علي، فأمرني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أن أتخذ أنفا من ذهب"(۴).

---

(۱) (موطا إمام محمد، باب المرأة تصل شعرها بشعر غيرها: ۲۸۹، نور محمد).

(۲) (مسند الإمام الأعظم، كتاب اللباس، باب الزينة: ۲۰۵، نور محمد).

(۳) (العرف الشذي، كتاب اللباس، باب ما جاء في مواصلة الشعر: ۲/۸، سعيد).

(۴) (الترمذي، كتاب اللباس، باب ما جاء في شد الأسنان بالذهب: ۱/۳۰۶، سعيد).

ہو جائیں۔ اس سلسلے میں وہ مختلف نمونیں استعمال کرتے ہیں۔ خضاب، وسمہ، مہندی بھی بعض لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہائیڈروجن بھی لگائی جاتی ہے جس سے بال وقتی طور پر سنہری اور خوبصورت ہو جاتے ہیں لیکن ان سب رنگوں کا بالآخر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بال گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ..... عام سی سوچ کی بات ہے کہ وہ کیمیکل جو بالوں کا رنگ تبدیل کر دے وہ بالوں کو کب زندہ چھوڑے گا۔ اکثر ممالک میں بالوں کو طرح طرح سے رنگنے کا رواج دن بدن تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ بالوں کو فیشن کے لئے رنگا جائے یا کسی مجبوری کی وجہ سے، دونوں صورتوں میں انہیں نقصان پہنچتا ہے اور یہ عمل بالوں کی جڑوں کو کمزور کر دیتا ہے کیونکہ جتنے خضاب یا لگانے والے لوشن ملتے ہیں ان سب میں تیز کیمیاوی اجزاء شامل ہوتے ہیں جن سے رفتہ رفتہ بالوں کی قدرتی چمک زائل ہو جاتی ہے، جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور بال گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جو خواتین محض نمائشی طور پر بالوں کو رنگتی ہیں وہ جلد یا تو اپنے بالوں سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں یا ان کی قدرتی چمک ماند پڑ کر وہ قبل از وقت سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بعض کیمیاوی اجزاء جلد میں جذب ہو کر رعشہ اور اعصابی درد پیدا کرتے ہیں۔

خضاب میں شامل مرکبات کھوپڑی کی جلد میں پائے جانے والے مفید اور کارآمد جرثوموں کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ جو خضاب لگانے کی عادت بد میں مبتلا ہیں (یعنی ادھیڑ عمری یا بڑھاپے میں جوان نظر آنے کے خواہشمند ہوں) انہیں خشکی اور کھوپڑی کی کھال میں مختلف امراض کی شکایت بھی ہو سکتی ہے۔

اسٹیلے لوپیز نے خضاب میں شامل دو طرح کے مرکبات کا تفصیلی مطالعہ کیا ان میں سے ایک پی فینائلین ڈائی امائن (P-Phenylened Yomine) ہے۔ جو بھورے رنگ کے خضاب کا اہم جزو ہے۔ جب بالوں میں پائے جانے والے مختلف جراثیموں کو اس مرکب کی اتنی مقدار میں رکھا گیا جس کی مقدار بال رنگنے کے لئے تھی تو سر کی جلد اور بالوں کو فائدہ پہنچانے والے دو خاص جراثیم اسٹیفائلوکوکس وائی ڈرس اور مائکروکوکس لیوٹیس کی نشوونما سست رفتار ہوگئی۔ یہی جراثیم سر کی جلد کو فنگس (پھپھوند) اور خشکی پیدا کرنے والے مضر جراثیم سے بچائے رکھتے ہیں (۱)۔

سیاہ خضاب لگانا

سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''سیاہ خضاب استعمال کرنے والے جنت کی بو بھی نہیں پائیں گے۔''

عن ابن عباس، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام، لا یریحون رائحة الجنة (۲).

بڑی عمر پر سیاہ خضاب نہیں جچتا

ڈاکٹر ثمرین فرید لکھتی ہیں:

(۱) [اسلام صحت اور جدید سائنس، ص ۱۱۸، ادارہ اشاعت اسلام]

(۲) ابوداؤد، کتاب الترجل، باب ما جاء فی خضاب السواد، [illegible]

''سفید ہوتے بالوں کو رنگنے کے لئے اچھے اور مناسب معیار کے ہیئر کلر استعمال کریں، بڑھتی عمر کے ساتھ جلد پتلی ہو جاتی ہے اور اس پر کالے رنگ کی ڈائی مناسب نہیں لگتی لہذا بڑھتی عمر کے ساتھ براؤن رنگ کے مختلف شیڈز استعمال کیجئے'' (۱)۔

سیاہ خضاب مرض کینسر کا سبب

امریکہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ کے سائنس دانوں کی تازہ ترین تحقیق کے بموجب بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے استعمال کئے جانے والے خضاب (ہیئر ڈائی) میں ایک جز شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے کینسر کا مرض لاحق ہو سکتا ہے۔

آج سے چند برس پہلے کیلی فورنیا یونیورسٹی کے ایک سائنسدان نے ایسے خضاب کے بارے میں جس خدشہ کا اظہار کیا تھا، امریکی انسٹی ٹیوٹ کی تحقیق نے اس کی توثیق کر دی ہے۔

جنرل اکاؤنٹنگ آفس کا مطالبہ

مذکورہ تحقیق کے بعد امریکہ کے جنرل اکاؤنٹنگ آفس نے ایسے خضابوں پر بھی کینسر کی وارننگ چھاپنے کا مطالبہ کیا ہے جیسے کہ سگریٹ کی ڈبیوں پر وارننگ ہوتی ہے۔

ہندوستان کے معروف ڈاکٹر وحکیم سید قدرت اللہ قادری صاحب لکھتے ہیں کہ ''میں نے بحیثیت فزیشن اس بات کا بخوبی مطالعہ کیا ہے کہ سیاہ خضاب کے

---

(۱) (خواتین کی صحت، ۳۲۹، دار الشعور، لاہور)۔

استعمال سے بعض مریضوں میں بے حد حساسیت (Allergy) پائی گئی ہے۔

آج سے صدیوں قبل معالج حقیقی جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق سینکڑوں تجربات اور بربادیوں کے بعد تحقیقات جدیدہ نے سیاہ خضاب کو نہ صرف مضر بلکہ اس کو خطرناک بیماری کینسر کا سبب قرار دے رکھا ہے۔" (۱)۔

خضاب سے سرطان کا خطرہ

بالوں کے کیمیائی رنگ اور خضاب کے بارے میں خیال ہے کہ ان کی وجہ سے چھاتی اور بچہ دانی کے سرطان کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا جو عورتیں حاملہ ہوں، حاملہ بننے کی خواہش مند ہوں یا ماں بننے کے بعد بچے کو اپنا دودھ پلا رہی ہوں انہیں چاہیے کہ بالوں کے حسن کے لئے مختلف خضاب اور دیگر کیمیائی اشیاء کے استعمال سے پرہیز کریں۔ ہاں وہ اشیاء استعمال کی جا سکتی ہیں جو بے ضرر سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً مہندی (۲)۔

خضابی کنگھی اور پینٹ کا استعمال

احکام شریعت کا مدار علت پر ہوتا ہے، جہاں علت پائی جائے وہاں حکم کا ترتب ہوتا ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالوں کو سیاہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا جہاں بھی یہ علت پائی جائے۔ وہاں ممانعت کا حکم مرتب ہوگا۔ بنا بریں جو حکم خضاب

---

(۱) (صحت اور جدید ریسرچ، کوئنز لینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ برائے اسلام اور سائنس، ...، بہاولپور)

(۲) (اسلام، صحت اور جدید سائنسی تحقیقات: ۱۲۸، ادارہ اشاعت اسلام)

کا ہوگا وہی حکم سیاہ خضاب، کنگھی اور ہر اس چیز کا ہوگا جس سے بال سیاہ کئے جائیں۔

فائدہ: سیاہ خضاب کفار کا خضاب ہے اور سب سے پہلے یہ خضاب فرعون نے استعمال کیا(۱)۔

انجکشن کے ذریعے بال سیاہ کرنا

سیاہ خضاب سے ممانعت جس وجہ سے کی گئی وہ اس صورت میں بھی پائی جاتی ہے، اگرچہ حقیقۃً خضاب کا استعمال نہ پایا جائے، لہٰذا کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں جس کی وجہ سے سفید بالوں کو سیاہ کیا جائے۔

سر پر جوڑا باندھنا

بالوں کو جمع کر کے سر کے اوپر باندھنا ناجائز ہے، چاہے کسی رسی کے ذریعے انہیں باندھا جائے یا اس مقصد کے لئے جدید اشیاء کا سہارا لیا جائے، دونوں کا حکم یکساں ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے:

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أمتي لم أرهما: قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا"(۲)۔

---

(۱) (مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثانی: ۸/۲۰۵، رشیدیہ).

(۲) (الصحیح لمسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات: ۲/۲۰۵، قدیمی).

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں
دو قسم کے لوگ ہیں جنہیں میں نے پہلے نہ دیکھا، بعد میں
دیکھوں گا: ایک گروہ ایسا ہوگا جس کے ہاتھ میں گائے کی دموں
کی مانند کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور
دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں
گی، مردوں کی طرف میلان کریں گی اور انہیں اپنی طرف مائل
کریں گی، ان کے سر ایسے ہوں گے جیسے بختی اونٹ کے کوہان۔
ایسی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی،
جب کہ اس کی خوشبو اتنے فاصلے سے آرہی ہوگی"۔

صاحب "مرقاۃ المفاتیح" ملا علی قاری رحمہ اللہ "رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة" کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"والمعنی: أنهن يعظمنها ويكبرنها بلف عصابة ونحوها، وقيل: يطمحن إلى الرجال لا يغضضن من أبصارهن ولا ينكسن رؤوسهن"(۱)

حاصل یہ ہے کہ اس وعید میں وہ عورتیں داخل ہوں گی جو بالوں کو لپیٹ کر سر پر باندھ لیتی ہیں جس کی وجہ سے بال بہت معلوم ہوتے ہیں اور اس کا مقصد بھی اجنبیوں کو

(۱) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدیات، باب ما لا یضمن من الجنایات، الفصل الأول،
۷/۸۳-۸۴ (رشیدیہ)

دکھانا ہو، باقی وہ خواتین جو گھر میں کام کاج کے دوران بالوں کا جوڑا باندھ لیتی ہیں یا گھر ہی میں اپنے بالوں کو کپڑے وغیرہ کے ذریعے باندھ لیتی ہیں اور ان کا یہ فعل کام کاج میں سہولت یا شوہر کو خوش کرنے کے لئے ہوتا ہے تو یہ خواتین اس وعید کا مصداق نہیں۔

گدی پر جوڑا باندھنا

”گدی پر جوڑا باندھنا جائز بلکہ حالت نماز میں افضل ہے، اس لئے کہ اس سے بالوں کے پردے میں سہولت ہوتی ہے“ (۱)۔

مینڈھیاں بنانا

مینڈھیاں بنانے میں عورتوں کو اختیار ہے جس انداز میں جتنی چاہیں بنا سکتی ہیں، البتہ اس میں بھی اس بات کی رعایت ضروری ہے کہ فاسقات و مشرکات کی وضع سے بچیں اور ان کی نقل نہ اتاریں۔

مینڈھیاں نہ بنانا

اگر کوئی عورت مینڈھیاں نہ بنائے بلکہ ویسے ہی بال کھلے چھوڑے تو اس کی بھی گنجائش ہے کیونکہ مینڈھیاں بنانا یا بالوں کو گوندھنا لازم نہیں، اس کی اجازت اس وقت ہوگی جب پردے کی باقی شرائط پائی جائیں اور یہ بطور تعلی نہ ہو۔

اونچی یا ٹیڑھی مانگ نکالنا

بالوں کی مانگ نکالنے میں تکلف کرنا اور عام طریقے سے ہٹ کر ایسا طریقہ

---

(۱) (احسن الفتاوی، کتاب الحظر والاباحة، [illegible]، سعید)

اختیار کرنا جس میں مردوں یا مشرک عورتوں کی مشابہت پائی جائے جائز نہیں لہٰذا ہر ایسا اونچی یا ٹیڑھی مانگ نکالنا جائز نہیں۔

"المشطة الميلاء، وهي مشطة البغايا، والمميلات يمشطن غيرهن تلك المشطة، قلت: وقد عمت المشطة الميلاء في زماننا في الرجال والنساء جميعاً أخذوها من النصارى، فلا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم"(۱)۔

پراندی

اس کا استعمال بلا کراہت جائز ہے:

"قال القاضي: فأما ربط الخيوط الحرير الملونة ونحوها مما لا يشبه الشعر فليس بمنهي عنه؛ لأنه ليس بوصل، ولا هو في معنى مقصود الوصل، وإنما هو للتجمل والتحسين"(۲)۔

بال کتروانا

ابتداء اسلام سے لے کر اب تک امت کا تعامل بال نہ کٹوانے کا ہے، احادیث میں ازواج مطہرات وصحابیات کی مینڈھیوں کی تصریح موجود ہے۔ حج وعمرے کے موقعے پر بال کتروانے کی اجازت کے باوجود فقہاء کرام نے ایک پورے سے زائد مقدار کاٹنے کی اجازت نہیں دی اور شرفاء بھی بال کتروانے کو ناپسند کرتے

---

(۱) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب الفرق: ۱۷/۳۷۶، إدارة القرآن)

(۲) (شرح النووي، كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة: ۲/۲۰۴، قديمي)۔

ہیں اور زیب وزینت کے لئے کسی ایسے فعل کو مباح نہیں کہا جائے گا جو تعامل امت کے خلاف ہو لہذا زیب وزینت کی غرض سے عورتوں کا بال کتروانا قطعاً ناجائز ہوگا (۱)۔

بال زیادہ لمبے ہوں تو کچھ کاٹنا

اگر کسی کے بال بہت لمبے ہوں اور انہیں سنبھالنا مشکل ہو جائے تو اس عذر کی وجہ سے کچھ بال کاٹنے کی اجازت ہے۔

بال بڑھانے کے لئے کاٹنا

اگر کسی کے بال عام عادت سے چھوٹے ہوں تو انہیں بڑھانے کے لئے بالوں کو کاٹنے کی ضرورت پیش آجائے تو بالوں کی نوک کاٹنا جائز ہے۔

بالوں کی دو نوکیں نکل آئیں

ایسے بالوں کو کاٹنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کاٹنے میں زیادہ مبالغہ نہ کیا جائے۔

بال برابر کرنے کے لئے کاٹنا

بال فطرۃً چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، اگر انہیں برابر کرنے کی غرض سے کاٹا جائے تو اس کاٹنے کی حد کا متعین ہونا بہت دشوار ہوگا، لازماً اس میں بالوں کی اچھی خاصی مقدار کٹ جائے گی، لہذا اس سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر صرف

---

(۱) مذکورہ حکم کے دلائل مفصلاً ہم نے اپنے دوسرے رسالے "عورتوں کے بال کاٹنے کا حکم قرآن و حدیث کی روشنی میں" ذکر کئے ہیں۔

بالوں کے سروں کو اٹھایا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

زلف بنانا

اس مقصد کے لئے بالوں کو کاٹنا پڑتا ہے اور عورتوں کے لئے بال کاٹنا جائز نہیں لہذا اس کی اجازت نہیں۔

سامنے سے پیشانی پر بال ڈالنا

یہ طریقہ بھی بال کٹوائے بغیر ممکن نہیں لہذا یہ بھی ممنوع ہے۔

چھوٹی بچیوں کے بال کاٹنا

جو لڑکیاں قریب البلوغ ہوں ان کا وہی حکم ہے جو بالغ عورتوں کا ہے، ان کے علاوہ چھوٹی بچیوں کے بال بھی بغیر ضرورت کے نہ کاٹے جائیں، البتہ بال زیادہ ہونے یا گرمی کی وجہ سے ان کے بال کاٹنے کی گنجائش ہے۔

شوہر کی پسند پر بال کاٹنا

شریعت مطہرہ نے اگرچہ عورتوں کو شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری کا پابند کیا ہے لیکن یہ پابندی صرف ان امور میں ہے جو اس کے شرعاً جائز ہیں، باقی وہ امور جو شرعاً ممنوع ہیں ان میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں۔ شوہر کی پسند تو کیا اگر وہ بال کاٹنے کا حکم دے تب بھی اس کی بات ماننا جائز نہیں۔

قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الله۔(۱)

(۱) [illegible] بیروت)

بال کاٹنے کے سائنسی نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

''اسلامی طرز معاشرت میں عورتوں کے سر منڈوانے، بال ترشوانے کو سختی سے روکا گیا ہے، کیونکہ عورت کے حسن وحیا کا تعلق بالوں سے بہت زیادہ ہے۔ جب بھی بال کاٹ دیئے جاتے ہیں یا ان بالوں کو خاص زیبائش، فیشن اور اشکال میں بنایا جاتا ہے جسم انسانی پر اس کے کیا اثرات پڑتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

کریسنٹ ہیون فیلڈ ان ریسرچ

(Crecent Heaven Field Research)

امریکہ کی یونیورسٹی کی تحقیقات کے مطابق بالوں کا بڑھنا خواتین کی صحت و تندرستی کے لئے بہت ہی زیادہ ضروری ہے کیونکہ جتنے بال بڑھتے جائیں گے اتنی ہی زیادہ یادداشت، قوت برداشت، سلیقہ اور بے شمار بیماریوں سے بچاؤ ہوتا جائے گا۔ کیونکہ عورتوں کے جینز اور ہارمونز میں اور مردوں کے جینز اور ہارمونز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے مرد اگر سر کے بالوں کو ترشوائیں یا کٹوائیں تو یہ عمل ان کے لئے بہت ہی زیادہ مفید اور موثر ہے۔ لیکن اس کے برعکس وہ خواتین جن کے بال قدرتی طور پر لمبے، گھنے اور دراز ہیں وہ اگر بالوں کو کٹائیں یا منڈائیں گی تو ان میں بے شمار ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جس کا تذکرہ بیماریوں کی لسٹ میں ہے۔ ایسی عورتیں نفسیاتی بیماریوں مثلاً ڈپریشن، فرسٹریشن، اعصابی، خودکشی کا شکار بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

ایک سنسنی خیز تحقیق

اسی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر ہیرس کی رپورٹ کے مطابق "میری سالہا سال کی تحقیق جو میں نے کریسنٹ یونیورسٹی کی طالبات پر کی ہیں۔ میری تحقیق ہے جو خواتین خود اپنے سر کے بالوں کو مونڈتی ہیں یا انہیں کسی خاص اسٹائل میں وضع کرتی ہیں یا انہیں ترشواتی ہیں ایسی خواتین جنسی برانگیختگی اور حد درجہ شہوت میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ خواتین کے بالوں کے اثرات فوراً جنسی ہارمونز پر پڑتے ہیں اور بالوں کی نشوونما میں خواتین کے ہارمونز ایسٹروجن اور پروجیسٹرون کا بہت زیادہ تعلق ہے۔

میں نے ایسی خواتین کو دیکھا وہ ہمیشہ کسی نہ کسی جنسی مرض میں مصروف پائی گئیں۔ ایسی خواتین جتنا زیادہ بھی اپنی صحت وتندرستی کا خیال رکھیں گی، وہ اتنا ہی زیادہ بیمار اور پریشان ہوں گی"۔ (بحوالہ واشنگٹن ٹائمز: فروری ۱۹۹۱ء) (۱)۔

سر میں تیل لگانا

حکیم طارق محمود چغتائی اس عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سر میں تیل لگانا مستقل سنت ہے لیکن جدید معاشرے نے اسے متروک کیا آخرکار پھر خود واپس لوٹے۔

سر میں قدرتی تیل کے مساج سے خواتین بہت ساری بیماریوں سے بچ سکتی ہیں، اس امر کا انکشاف امریکی تحقیقاتی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ص ۳۰۳-۳۰۴ دارالکتاب لاہور)

مساج سے بیماریوں کا علاج صدیوں پرانا طریقہ علاج ہے۔ مساج سے جسم تروتازہ اور پرسکون ہو جاتا ہے بالخصوص خالص قدرتی تیل کا مساج اضطراب اور بے چینی کی کیفیت کو ختم کرتا ہے، نیز اس کی وجہ سے نبض کی رفتار بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ جلد کی اکثر بیماریوں کا بہترین علاج قدرتی تیل کا مساج ہی ہے۔ جلد کی رنگت نکھارنے اور جلد کو داغوں سے بچانے کے لئے مساج قدرتی تریاق ہے۔ درحقیقت قدرتی تیل جلد کی اندرونی تہوں میں جذب ہو کر جسم کو مختلف بیماریوں کے وائرس سے محفوظ رکھتا ہے۔ جوڑوں، سر اور کمر کے درد کے علاوہ اعصابی دباؤ میں بھی مساج فائدہ پہنچاتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے خون کی گردش جسم کے درجہ حرارت کے متوازی ہو جاتی ہے جس سے پورا جسم خوبصورت اور تندرست ہو جاتا ہے۔ گردن اور کندھوں کا مساج ڈپریشن اور سخت ذہنی تناؤ کو ختم کر دیتا ہے"(۱)۔

حسن و صحت بڑھانے کا بہترین ذریعہ

اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"یونان اور روم کی قدیم تاریخوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خطے کی عورتیں مالش سے اپنے بدن کو خوبصورت بناتی تھیں۔ شادی کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے جو خدمت گار لونڈیاں بھیجی جاتی تھیں وہ مالش کرنے میں ماہر ہوتی تھیں۔ یونانی عورتوں کا یہ خیال صحیح ہے کہ جسم کی مالش خصوصاً کان، ران اور کمر کی مالش سے حسن و شباب قائم رہتا ہے۔ آج بھی یونان کی عورتیں مالش سے اپنے

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ج ۲ ص ۲۲۷، دار الکتاب دیوبند)

بدن کو خوبصورت اور تندرست رکھتی ہیں۔ قدیم زمانے میں روم کے ہر معزز گھرانے میں مالش کرنے والی ماہر لونڈیاں ہوتی تھیں جو ہر روز گھرانے کی عورتوں کی مالش کرتی تھیں۔

آج بھی ترکی، اٹلی، یونان، فارس، عرب اور روم وغیرہ ممالک میں مالش کے لئے حمام کا رواج ہے۔ جہاں سائنٹفک طریقوں سے بدن کے ہر حصے کی مالش کی جاتی ہے۔

عہد مغلیہ میں سنگترے کا چھلکا، آٹا، بیسن، صندل اور دودھ کی بالائی کو حل کر کے عورتیں چہرے پر مالش کرتی تھیں، دولت مند خواتین پستہ، بادام، زعفران، موم، کسم کے پھول دودھ میں گھس کر چہرے پر مالش کرتیں۔ مصری عورتیں دودھ سے مالش کرتی تھیں۔ مصری خواتین اب بھی غسل سے پیشتر بام اور روغن زیتون سے جسم پر مالش کرتی ہیں۔ بادشاہ روم نیرو کی بیوی اپنے ہاتھوں اور چہرے کو روغن بنفشہ کی مالش کے ذریعے ملائم رکھتی تھی۔

قدیم زمانے میں افریقہ کے جنگلی حبشیوں میں دستور تھا کہ شادی سے ایک ماہ پہلے دلہن کی روزانہ مالش کی جاتی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح مالش کرنے سے جسم میں خوبصورتی اور جوانی عود کر آتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جسم کو تندرست، خوبصورت اور جوان رکھنے کے لئے مالش بہت ضروری ہے۔

مالش سے خون کی رگوں میں رگڑ اور گرمی پیدا ہوتی ہے جس سے خون کا دورہ تیز ہو جاتا ہے اور خون کے زہریلے مادے صاف خون سے الگ ہو جاتے ہیں

جو مساموں کے ذریعے پسینے کی شکل میں بہہ جاتے ہیں۔ مالش سے جسم میں تازگی طاقت اور گرمی پیدا ہوتی ہے جس سے جسم تندرست اور خوبصورت ہو جاتا ہے"(۱)۔

"آئی بروز" بنوانا

زیب وزینت کی غرض سے بھنوؤں کو باریک کرنا قابل لعنت فعل ہے، اس سے احتراز ضروری ہے، البتہ اگر بھنوؤں کے بال بہت گھنے اور بدنما معلوم ہوں تو ان کو کتر کر کسی قدر کم کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

واضح رہے کہ ابروؤں میں تخفیف کی اجازت ہر عورت کو نہیں بلکہ صرف ان عورتوں کو ہے جن کی ابروئیں عام حالت سے گھنی اور بڑھی ہوئی ہوں۔ اگر ابروئیں عام حالت سے گھنی نہ ہوں تو ان میں تخفیف کرنا قابل لعنت اور ناجائز ہے۔

نیز ابروئیں گھنی ہونے کی صورت میں بھی صرف اتنی تخفیف کی اجازت ہے جتنی عام حالت کے مطابق ابروئیں ہوتی ہیں، اس سے زیادہ تخفیف کرنا شرعاً جائز نہیں۔

چہرے کے بال اور روئیں صاف کرنا

"عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے، اور اگر داڑھی اور مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا ازالہ مستحب ہے۔ نامصہ اور متنمصہ پر لعنت کا مورد یہ ہے کہ ابرو کے اطراف سے بال اکھاڑ کر باریک وہلالی بنائی جائے۔ کتبہ بعدہ

عبدہ الفضیل محمد حفظہ اللہ

---

(۱) صحت تدبیر اور جدید سائنس ص ۳۹۱-۳۹۲، بیت الکتاب (...)

ابرو بہت زیادہ پھیلے ہوئے ہوں تو ان کو درست کرکے عام حالت کے مطابق کرنا جائز ہے۔ غرضیکہ تزئین مستحب ہے اور ازالۂ عیب کا استحباب نسبۃً زیادہ مؤکد ہے اور تلبیس و تغییر خلق ناجائز ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى تحت (قوله: والنامصة إلخ): "ذكره في الاختيار أيضاً، وفي المغرب: النمص نتف الشعر ومنه المنماص المنقاش اهـ. ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففي تحريم إزالته بعد؛ لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء.

وفي تبيين المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب، فلا تحرم إزالته، بل تستحب اهـ.

وفي التتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث، ومثله في المجتبى. تأمل (رد المحتار: ٥/٢٣٩)"(١).

"فلا بأس بأخذ ما نبت عليها من الشعر إذا لم يكن فيه تغرير أحد"(٢).

---

(١) (أحسن الفتاوى، كتاب الحظر والإباحة: ٨/٧٥-٧٦، سعيد).

(الطحطاوي على الدر، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر واللمس: ٤/١٨٦، دار المعرفة)

(٢) (الكوكب الدري، كتاب الأدب، باب الواصلة والمستوصلة: ٢/٩٤٠، إدارة القرآن).

چہرے کے بال اکھاڑنے کے نقصانات

ڈاکٹر شیریں فرید لکھتی ہیں:

"چہرے کے بالوں کو صاف کرنے کے لئے تھریڈ، بلیچ، ویکسنگ جیسے روایتی طریقے اختیار کرتی ہیں، ان روایتی طریقہ علاج سے چہرے کی بدصورتی میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے چہرے کے بال صاف ہونے کے بجائے مزید سخت اور مضبوط ہو کر ابھرتے ہیں۔ اس سے ایک نقصان اور بھی ہوتا ہے کہ ان بالوں کے ساتھ مزید بال نکل آتے ہیں، مسلسل تھریڈنگ سے چہرے پر داغ دھبے بن جاتے ہیں اور جلد سیاہ پڑنے لگتی ہے جو بعد ازاں صاف نہیں ہوتی۔

جدید میڈیکل سائنس نے چہرے کے بال ختم کرنے کے نئے نیا طریقہ متعارف کرایا ہے جسے بلینڈ الیکٹرولائسس سے مختلف عام الیکٹرولائسس میں حرارت کی مدد سے بال کی جڑ ختم کی جاتی ہے جس سے نہ صرف بال جڑ سے دوبارہ نکل آتے ہیں بلکہ جلد کو نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا ہے۔

لاہور اور کراچی میں اکثر بیوٹی پارلروں میں اس طریقہ علاج کو آزمایا جا رہا ہے جس سے اکثر خواتین کے چہروں پر مستقل داغ دھبے اور گڑھے پڑ جاتے ہیں، الیکٹرولائسس ایک حساس علاج ہے اس میں نہایت باریک سوئیاں استعمال ہوتی ہیں، لہٰذا ان سوئیوں کو جراثیموں سے پاک کرنا ضروری ہے مگر ایسا نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے ہیپاٹائٹس جیسے متعدی امراض جنم لیتے ہیں، ناتجربہ کاری کی وجہ سے بعض اوقات یہ سوئیاں بال اکھیڑتے ہوئے ٹوٹ کر اندر رہ جاتی ہیں، ایسی صورت میں ان

لوگوں کے پاس سنگین صورت حال سے نمٹنے کا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ بلینڈ الیکٹرو لائسس موثر اور آرام دہ طریقہ علاج ہے، یہ امریکہ کی ایجاد ہے۔ یہ تکنیک پاکستان میں ابھی عام نہیں ہوئی کیونکہ اس طریقے سے بال ختم کرنے کے لئے پیشہ ورانہ مہارت بہت ضروری ہے۔ بلینڈ الیکٹرو لائسس میں کیمیائی مادہ (سوڈیم ہائیڈرو آکسائیڈ) بال کی جڑ تک جاتا ہے جو کافی دیر تک وہاں رہتا ہے، اس سے نہ صرف بال کے دوبارہ نکلنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے بلکہ جلد کو بھی نقصان نہیں پہنچتا، یہ طریقہ علاج الیکٹرولائسس کی نسبت زیادہ آرام دہ ہے"(۱)۔

کلائیوں اور پنڈلیوں کے بال صاف کرنا

زیب وزینت کے لئے بازوؤں اور ٹانگوں کے بال صاف کرنے کی گنجائش ہے۔ علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پنڈلی اور ران کے بال کا دور کرنا درست ہے کہ آپ علیہ السلام تمام بدن پر سوائے چہرہ کے نورہ کرتے تھے"(۲)۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "الحاوی للفتاویٰ" میں ایک رسالہ مستقل اس موضوع پر تحریر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نورہ کا طلا فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

"**الجواب:** الحمد لله، فقد وردت الأحاديث والآثار مرفوعة وموقوفة بموجب ... مسنة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

سے کیوں نکاح نہیں کیا تاکہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ
تمہارے ساتھ کھیلتی۔ پھر جب ہم مدینہ پہنچ گئے اور گھروں میں
جانے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی
ٹھہرو تو ہم رات (شام کے وقت) گھروں میں داخل ہوں گے
تاکہ جس عورت کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھی چوٹی کر لے اور
وہ عورت جس کا خاوند موجود نہیں تھا اور ہمارے ساتھ جہاد میں گیا تھا
اپنے زائد بال صاف کر لے۔"

زائد بال صاف نہ کرنے کے سائنسی نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

"ہماری جلد میں قدرتی طور پر تیل اور پانی کے لئے گلینڈز ہوتے ہیں جنہیں غدودی، روغنی یا آبی گلینڈز کہتے ہیں، جسم کے وہ حصے جہاں کے بال صاف کرنے کا شرعی حکم ہے وہاں یہ گلینڈز کم ہوتے ہیں، کیونکہ اگر یہ گلینڈز اپنی رطوبت خلیے زیادہ مترشح کریں تو وہاں بالوں کی نشوونما میں نمایاں فرق پڑ جائے گا اور ساتھ ہی جلدی امراض شروع ہو جائیں گے۔

چونکہ جلد کے اس حصے کو جہاں سے بالوں کا نکلنا یا اُگنا ضروری ہے وہاں ہر وقت آکسیجن کی ضرورت رہتی ہے اور جلد کے ان حصوں کے مسامات اگر بالوں کی وجہ سے بند ہو جائیں تو ایسی بیماریاں پیدا ہونے کے خطرات باقی رہتے ہیں جن میں سوراسز، ایگزیما، الرجی اور خارش، پھوڑے پھنسی پیش پیش ہیں۔

جسم کے ان حصوں کے بال اگر صاف نہ کئے جائیں تو ایسے میں مندرجہ ذیل خطرات مسلسل منڈلاتے رہتے ہیں:

○ بعض اوقات میل کے ذرات کے بار بار جمع ہونے کی وجہ سے جلد پر میل کی تہہ جم جاتی ہے، جس کی وجہ سے ایسی خطرناک بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔

○ بعض اوقات ان حصوں میں جوئیں پڑ جاتی ہیں حتیٰ کہ ایسے مریض سننے میں آئے جو ان حصوں میں پھوڑے کے شاکی تھے اور اس کے علاج معالجے کی تدبیر کر رہے تھے۔

○ جسم کے ان حصوں کے بالوں کو اگر بہت جلد صاف نہ کیا جائے تو نفسیاتی طور پر اس کے برے اثرات پڑتے ہیں۔

فرانس کے ماہرین جلد نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر وہ زیر ناف اور زیر بغل اور ناخن تراشنے میں تاخیر کریں گے تو ان کو مندرجہ ذیل بیماریاں کسی بھی وقت لگ سکتی ہیں:

☜ اگر وہ زیر ناف بال صاف نہیں کریں گے تو اس کے برے اثرات جلد میں آگی گینڈز اور جنسی امراض پر پڑتے ہیں حتیٰ کہ ایڈز، آتشک، سوزاک اور کوڑھ کے جراثیم ان بالوں میں اٹک کر عورتوں میں منتقل ہو سکتے ہیں۔

☜ ماہرین کے مطابق اگر ان بالوں کو جلد نہ تراشا جائے تو ان کے اثرات بد اعصابی نظام کے بعض ایسے خلیات پر پڑتے ہیں جس سے انسان بے شمار

نفسیاتی پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتا ہے اور ایسے انسان بہت جلد ڈپریشن، فرسٹریشن، اینگزائٹی اور خودکشی کی طرف مائل ہوتے ہیں(۱)۔

چہرے اور آبروؤں کے بالوں کو رنگنا

چہرے کی روئیں اور اسی طرح آبروئیں جو گھنی اور ملی ہوئی ہونے کی وجہ سے بدنما اور قبیح المنظر ہوں جب ان میں قدرے تخفیف کی گنجائش ہے تو بجائے ان بالوں کو زائل کرنے کے سنہری یا کسی اور رنگ سے ملون کیا جائے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

یاد رہے کہ ابروؤں کے صرف اس قدر بالوں کو سنہری کرنا جائز ہے کہ وہ عام حالت کے مطابق ہو جائیں، اس سے زائد جائز نہیں۔

"وإنما نهى عن النتف (أي نتف الحاجبة) دون الخضب، لأن فيه تغيير الخلقة من أصلها بخلاف الخضب؛ فإنه لا يضر المحافظة على الناظر إليه"(۲)۔

☆...☆...☆

(۱)(سنت نبوی اور جدید سائنس: ۳/ ۹۰-۹۱، دار الکتاب لاہور)

(۲)(مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني: ۸/ ۲۳۶، رشيديه)

چہرے کی زیب و زینت

حسن و جمال میں اگرچہ باقی اشیاء بال، لباس وغیرہ بھی مؤثر ہیں لیکن چہرے کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے، اسی لئے چہرے پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے، جہاں تک پردے کا تعلق ہے تو اصل پردہ چہرے کا ہی ہوتا ہے۔ ذیل میں زیب و زینت کے وہ احکام ذکر کئے جائیں گے جن کا تعلق چہرے سے ہے۔

کان چھیدنا

عورتوں کو کان چھدانا اور اس میں بالی وغیرہ زیور پہننا جائز ہے کیونکہ زمانہ قدیم سے یہ معمول چلا آرہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب القرط للنساء" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل فرمائی:

"قال ابن عباس: أمرهن النبي صلى الله عليه وسلم بالصدقة فرأيتهن يهوين إلى آذانهن وحلوقهن "(۱).

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم
دیا تو میں نے عورتوں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ اپنے کانوں اور
گلوں میں جارہے تھے" (یعنی کانوں سے بالیاں اور گلوں سے

(۱) الصحیح للبخاری، کتاب اللباس، باب القرط للنساء: ۲/۸۷۴، قدیمی۔

بارہا تذکرہ صدقہ کررہی تھیں) اور ظاہر ہے کہ جب کانوں میں بالیاں پہنی جائیں تو اس کے لئے کانوں کو چھدوانا پڑتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"استدل به على جواز ثقب أذن المرأة لتجعل فيها القرط وغيره مما يجوز لهن التزين به، وفيه نظر؛ لأنه لم يتعين وضع القرط في ثقبة الأذن، بل يجوز أن يشبك في الرأس بسلسلة لطيفة حتى تحاذي الأذن وتنزل عنها، سلمنا، لكن إنما يؤخذ من ترك إنكاره عليهن.. وقال ابن القيم: كره الجمهور ثقب أذن الصبي، ورخص بعضهم في الأنثى، قلت: وجاء الجواز في الأنثى عن أحمد للزينة، والكراهة للصبي، وقال الغزالي في "الإحياء": يحرم ثقب أذن المرأة ويحرم الاستئجار عليه إلا إن ثبت فيه شيء من جهة الشرع، قلت: جاء عن ابن عباس فيما أخرجه الطبراني في "الأوسط": "سبعة في الصبي من السنة، فذكر السابع منها" وثقب أذنه" وهو يستدرك على قول بعض الشارحين: لا مستند لأصحابنا في قولهم: إنه سنة"(١)

ناک چھیدنا

زیب وزینت عورتوں کے لئے مباح ہے اور اس میں ہر وہ عمل جو شرعاً ممنوع نہ ہو اختیار کرنے کی اجازت ہے لہذا عورتوں کا ناک چھدوانا اور اس

(١) (فتح الباري، كتاب اللباس، باب القرط للنساء، ١٠/٣٣١، ط قديمي)

میں نتھ وغیرہ زیور پہننا جائز ہے کیونکہ یہ امور عادیہ میں سے ہے جیسے دوسرے لباس اور زیور وغیرہ ہیں، یہ ایک نیا زیور ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا، چونکہ اس کا تعلق دین سے نہیں بلکہ امور عادیہ سے ہے، لہذا اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل شرعی کی بھی ضرورت نہیں۔

علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"هل يجوز الخزام في الأنف؟لم أره".

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قلت: إن كان مما يتزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القرط. اهـ. ط. وقد نص الشافعية على جوازه. مدني"(۱)۔

دانت باریک کروانا

بغرض زینت وخوبصورتی دانتوں کو باریک کروانا اور ان میں فاصلہ پیدا کرنا ناجائز ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"خدا کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کراتی ہیں"۔

"عن علقمة، قال عبدالله: لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، مالي! لا ألعن من لعن النبيُّ صلى الله تعالى عليه وسلم، وهو في كتاب الله ﴿وما آتاكم

---

(۱) (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۴۲۰، سعيد).

الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا"(۱)۔

"حضرت علقمہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: اللہ رب العزت نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جسم گودنے والی، جسم گدوانے والی، ابروؤں کو باریک کرنے والی، باریک کروانے والی، حسن کے لئے دانت کشادہ کروانے والی، پھر فرمایا: میں ان عورتوں پر کیوں لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی لعنت فرمائی، اور اس کی دلیل (کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت اللہ کی لعنت ہے) خود قرآن میں موجود ہے: "رسول جو احکام تمہیں بتائیں ان پر عمل کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ"۔

دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا

زیورات کی حد تک تو عورتوں کو سونا استعمال کرنے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ مرد وعورت ہر ایک کا حکم برابر ہے یعنی جس طرح مردوں کے لئے سونے کا استعمال ممنوع ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی سونا ممنوع الاستعمال ہے، لہٰذا محض زینت کے لئے سونے کا خول چڑھانا جائز نہیں۔

"وکرہ الأکل والشرب والادہان والتطیب من إناء ذہب وفضۃ للرجل والمرأۃ. قال فی العنایۃ: والنساء فیما سوی الحلی من الأکل

(۱) (الصحیح للبخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات: ۲/۸۷۸، قدیمی)۔

والقرط والأدهان من الذهب والفضة والعقود بمنزلة قرطاس ومنه الخواتم من الذهب والفضة والوضوء من طست أو إبريق منهما والاستجمار بمجمر منهما والجلوس على الكرسي منهما والرحل والسرج وأمثاله في ذلك سواء"(١).

چہرہ گُدوانا

جسم گدوانا ایک ملعون فعل ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے اور گدوانے والی عورتوں کو ملعون قرار دیا۔

"عن أبي هريرة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة"(٢).

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو بالوں میں بال ملاتی ہیں یا ملانے کا کام کرتی ہیں اور جو جسم گودتی یا گدواتی ہیں"۔

لہٰذا ٹھوڑی، پیشانی یا جسم کے کسی بھی حصے کو گدوانا ناجائز ہے۔

سرمے سے تِل بنانا

تل کو بھی جاذبِ نظر اور اسبابِ حسن میں شمار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر سرمے یا

---

(١) (الهندية، كتاب الحظر والإباحة ٣٤٦/٥ سعيد)

(٢) (الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب الوصل في الشعر ٨٧٨/٢ قديمي)

کسی ایسی چیز سے تل بنایا جائے جو دھلنے کے بعد مٹ جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

سرمہ لگانا

سرمہ زینت محض ہے جو نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔

عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: إن من خير أكحالكم الإثمد، إنه يجلو البصر وينبت الشعر (۱).

"حضرت سعید ابن جبیر، حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سرموں میں اثمد بہترین سرمہ ہے، یہ نگاہ تیز کرتا ہے اور (پلکوں) کے بال اگاتا ہے۔"

سرمہ سائنس کی نظر میں

سرمے کے سائنسی وطبی فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں۔

"سرمہ جہاں سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے وہاں اس کے فوائد دنیوی لحاظ سے بھی بالاتر ہیں۔

○ سرمہ اعلیٰ درجہ کا دافع تعفن یعنی اینٹی سیپٹک (Anti Septic) ہے۔

○ جدید تحقیق کے مطابق جب آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے تو سورج کی

---

(۱) (السنن لأبي داود، كتاب الترجل، باب في الكحل: ۲/ ۱۸۴، قديمي).

تیز شعاعیں الٹراوائیلٹ آنکھوں کی پتلی (Retina) کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس کے برعکس الٹراوائیلٹ ریز ان آنکھوں کی پتلیوں کو نقصان پہنچا سکتی ہیں، جن آنکھوں میں سرمہ نہ ہو۔

○ سرمہ سے آنکھوں کے اوپر جھلی لیڈ انفکشن (Lead Infection) اور مکرے بالکل نہیں ہوتے۔

○ آشوب چشم کے مریض کے لئے سرمہ بہت مفید ہے، حتی کہ جو آدمی سرمہ مستقل استعمال کرتا ہے اسے آشوب چشم کا مرض کم ہوگا۔

○ ماہرین چشم کے مطابق آنکھوں کے ان امراض سے بچاتا ہے جن امراض کا جدید سائنس میں علاج ناممکن ہے۔

○ آنکھوں کے زخم، خراش اور سوزش کے لئے سرمہ بہت مفید ہے، یہ ہر قسم کے چھوتی جراثیم (Contagious Germs) ختم کر دیتا ہے(۱)۔

چشمہ پہننا

چشمہ پہننا ضرورۃً تو جائز ہے بلا ضرورت اس کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس میں تشبہ بالرجال کی بو پائی جاتی ہے۔

سونے کا فریم استعمال کرنا

چونکہ فریم زیورات کے قبیل سے نہیں ہے لہٰذا اس میں عورتوں کا حکم بھی مردوں والا ہوگا کہ سونے کا فریم استعمال کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس: ص ۲۴۵، دارالکتاب لاہور)

"والنساء فيما سوى الحلي من الأكل والشرب والادهان من الذهب والفضة والقعود بمنزلة الرجال" (۱)۔

کلر لینس

اگر نظر کی کمزوری کے باعث استعمال کئے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں
زیب و زینت میں ان کا استعمال ہمارے عرف میں عام نہیں کہ اس کی اجازت دی
جائے الا یہ کہ اسے بطور تشبہ و نقالی ہی استعمال کیا جائے گا، لہٰذا ان کے استعمال کی
اجازت نہیں ہوگی خاص کر جب یہ دیکھا جائے کہ اعلیٰ قسم کے لینس انتہائی مہنگے ہیں
اور عام لینس آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں، نیز ان میں ایک قسم کی دھوکہ دہی
بھی پائی جاتی ہے اور بعید نہیں کہ تغییر خلق اللہ کے عموم میں داخل ہوں، لہٰذا بغرض
زینت ان کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

مسواک استعمال کرنا

طہارت و نظافت عین فطرت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی
بہت تاکید فرمائی ہے اور اسے فطرت میں شمار فرمایا:

"عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم:
عشر من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواك، والاستنشاق،

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة:
۵/۳۳۳، رشيدية)

(فتح باب العناية، كتاب الكراهية: ۳/۲۷۰، سعيد)۔

بالماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانة، وانتقاص الماء يعني الاستنجاء بالماء. قال زكريا: قال مصعب: ونسيت العاشرة إلا أن تكون المضمضة"(۱)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں انسانی
فطرت میں سے ہیں: مونچھ تراشنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا،
ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، زیر بغل
بال اکھاڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا اور پانی سے استنجا کرنا''۔
حدیث کے راوی زکریا کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث مصعب سے سنی اور وہ کہہ رہے تھے کہ دسویں چیز میں بھول گیا ہوں لیکن کچھ یوں یاد پڑتا ہے کہ دسویں چیز کلی کرنا ہے۔

فائدہ

مذکورہ حدیث کے فوائد کے متعلق حکیم طارق محمود چغتائی تحریر کرتے ہیں:

''یہ حدیث کیونکہ میڈیسن کی بنیاد بناتی ہے، جلد کے بارے میں پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔ بغل، زیر ناف، انگلیوں کے جوڑ، ناخن اور کئی بہت سارے کیڑوں اور جراثیم کے گھر ہوتے ہیں اور ان جگہوں سے نہ صرف جلد پر بلکہ جسم کے اندر بھی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ صرف گندی انگلیوں سے ٹائیفائیڈ، ہیضہ اور بہت سی متعدی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ ناخن کے اندر پیٹ کے کیڑوں کے انڈے ہوتے ہیں جو منہ کے

---

(۱) سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب السواک من الفطرۃ ۱/۹، ط: امدادیہ ملتان۔

ذریعے پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے سانپ نما کیڑوں کی شکل اختیار کر کے پورے جسم کے نظام انہضام کو تباہ کر دیتے ہیں۔

جہاں پر جلد کی تہہ بنتی ہے یعنی (Skin Creases) مثلاً: بغل، زیر ناف، انگلیاں وغیرہ اس میں (Scabies) ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ جلدی بیماری اپنی جگہوں سے بڑھتی ہے اور مادہ کیڑا (Mite) یہاں انڈے دیتی ہے۔ پس ناخن کٹوانا، بغل اور زیر ناف لینا یعنی کٹوانا، انگلیوں کے جوڑ دھونا حفاظتی میڈیسن کی بنیاد ہیں" (۱)۔

مسواک کرنا مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں سنت ہے:

"عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: كان نبي الله صلى الله تعالى عليه وسلم يستاك فيعطيني السواك لأغسله، فأبدأ به، فأستاك، ثم أغسله وأدفعه إليه" (۲)۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسواک کرتے تو مجھے دھونے کے لئے دیتے تو پہلے میں اسی مسواک سے مسواک کرتی پھر دھو کر آپ کے حوالے کرتی"۔

"عن يزيد بن الأصم قال: كان سواك ميمونة بنت الحارث زوج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم منقعاً في ماء فإن شغلها عنه عمل

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲/۲۹۸-۲۹۹، دار الکتاب لاہور)

(۲) (أبو داود، كتاب الطهارة، باب غسل السواك: ۱/۹، امدادیہ)

أو صلاۃ وإلا فاخذته وحاكت"(۱)۔

"حضرت یزید بن اصم فرماتے ہیں: ام المؤمنین حضرت میمونہ کا مسواک پانی میں پڑا رہتا تھا، اگر کسی کام یا نماز وغیرہ میں مشغول نہ ہوتیں تو مسواک کیا کرتی تھیں"۔

عن واثلة بن الأسقع رضي الله تعالى عنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يروحون والسواك على آذانهم يستنون به، والنساء في حجرهن"(۲)۔

"حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام اپنے مسواک کو اپنے کانوں میں اور صحابیات اپنے دوپٹوں میں رکھتی تھیں"۔

برش کرنا

طہارت ونظافت اسلام کی ابتدائی تعلیمات میں داخل ہیں، شریعت مطہرہ نے جہاں طہارت ونظافت کا حکم دیا وہیں اس کے طور طریقوں کو بھی متعین کیا، اگر کوئی ان مخصوص طریقوں کے علاوہ طہارت ونظافت کا اہتمام کرے تو اگرچہ اسلام کے طہارت والے حکم پر عمل تو ہوا لیکن مخصوص طریقے کے ترک کی وجہ سے سنت کے ثواب سے محروم رہے گا۔

---

(۱) (ابن أبي شيبة، كتاب الطهارات، من ذكر في السواك: ۱/۱۶۹، دار الكتب العلمية)

(مجمع الزوائد، كتاب الطهارة، باب ما جاء في السواك: ۱/۱۰۰، دار الفكر)

(۲) (مختصر الجامع الصغير للمناوي، كتاب الطهارة، باب السواك: ۱/۱۰۰، عن أحمد بن ...

بنا بریں اگر برش سے دانتوں کو صاف کیا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ برش کی بناوٹ میں کسی حرام چیز کی آمیزش مثلاً خنزیر کے بال وغیرہ نہ ہوں۔ تاہم برش کرنے سے مسواک کی فضیلت اور فوائد حاصل نہ ہوں گے۔

برش اور سائنس

"ماہرین جراثیم کی برسہا برس کی تحقیق کے بعد یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ جس برش کو ایک دفعہ استعمال کیا جائے اس کا استعمال صحت و تندرستی کے لئے اس وقت مضر ہے جب اس کو دوبارہ استعمال کیا جائے کیونکہ اس کے اندر جراثیموں کی تہہ جم جاتی ہے، اگر اس کو پانی سے صاف کیا بھی جائے تو جراثیم مضر بلکہ خونخوار بچے رہتے ہیں۔ دوسری بات برش دانتوں کے اوپر چمکیلی اور سفید تہہ کو اتار دیتا ہے جس کی وجہ سے دانتوں کے درمیان خلا پیدا ہو جاتا ہے اور دانت آہستہ آہستہ مسوڑوں کی جگہ چھوڑتے جاتے ہیں۔ اسی طرح غذا کے ذرات خلاؤں میں پھنس کر مسوڑوں اور دانتوں کے لئے نقصان کا باعث بنتے ہیں"(۱)۔

دنداسہ استعمال کرنا

مسوڑوں کی کمزوری کے باعث اگر عورتیں دنداسہ استعمال کریں تو بھی جائز ہے۔

"قلت: فالظاهر الأحمر استعمال الرجال والنساء في استعمال السواك إذا لم يحدث منه أمر يجاوز إلى الأصابع"(۲)۔

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/۲۴، دارالکتاب، لاہور)

(۲) [illegible] ۱/۱۰۱ [illegible]

"إن العلك في حقها قائم مقامه أي: السواك في حقه"(۱)۔

ماتھے پر افشاں لگانا

چونکہ یہ بھی زینت کا حصہ ہے اس لئے بلا کراہت جائز ہے۔

لپ اسٹک

اگرچہ اسباب زینت میں سے ہے لیکن دیندار و شریف گھرانوں میں اسے نہایت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ نیز اس کا استعمال زیادہ تر ایسی عورتیں کرتی ہیں جن کا دین و شریعت سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔ تاہم اگر صرف شوہر کی خوشنودی کے لئے اسے استعمال کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے، البتہ یہ احتیاط کی جائے کہ اس میں کسی حرام چیز کی آمیزش نہ ہو۔

"وأما التحمير والتسويد فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت، ويحرم بغير إذن الزوج وخارج المنزل"(۲)۔

لپ اسٹک کا شرعی حکم تو یہی ہے، البتہ طبی لحاظ سے اس کے فوائد یا نقصانات بھی پیش نظر رہنے چاہئیں۔

لپ اسٹک کے نقصانات سائنس کی نظر میں

حکیم طارق محمود چغتائی "لپ اسٹک ہونٹوں کا قدرتی حسن چھین لیتی ہے"

---

(۱) (جامع الرموز، کتاب الطہارۃ ۴۹، سعید)۔

(۲) (الفقہ الاسلامی وادلتہ، کتاب الحظر والاباحۃ، مبحث الزینۃ، حکم حلق ۴/۲۶۸۴، رشیدیہ)

کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونٹوں کا قدرتی حسن ختم ہو جاتا ہے اور اگر خواتین فوری علاج نہ کریں تو ہونٹوں کا قدرتی رنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے اس امر کا انکشاف غیر ملکی جریدے کی ہیلتھ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق نو عمری سے خواتین زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے کی شوقین ہوتی ہیں جس سے ہونٹ متاثر ہوتے ہیں بعض اوقات ہونٹوں کے نشوز مستقل طور پر مر جاتے ہیں۔

ماہرین کے مطابق لپ سٹک بھی ہونٹوں کے قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے بالخصوص ناقص اور گھٹیا لپ سٹک کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار ایسے جراثیم جنم لیتے ہیں جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ علاج نہ کرنے سے سرطان کا مرض بھی لگ سکتا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ سٹک لگانے کے چھ گھنٹوں تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور گندگی سے بچانا چاہیے ورنہ ہونٹوں پر انفیکشن ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں لہذا خواتین کے لئے لپ سٹک مضر ہے(۱)"۔

ابٹن، کریم، لوشن وغیرہ استعمال کرنا

ان اشیاء کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں البتہ اس بات کا لحاظ کیا جائے

---

(۱) [illegible] ۲۰۰۲ء [illegible] بحوالہ رپورٹ [illegible] کتاب، لاہور)

کہ حرام ونجس چیزیں اس کی ملاوٹ سے پاک ہوں ورنہ ان کا استعمال نجاست کی وجہ سے درست نہ ہوگا۔

چہرے کے مہاسے اور دانے دور کرنے کا عجیب علاج

حکیم طارق محمود چغتائی اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"چہرہ دھونے سے چہرے پر دانے نہیں نکلتے یا پھر ان کے نکلنے کی شرح کم ہو جاتی ہے۔ ماہرین حسن وصحت اس بات پر متفق ہیں کہ تمام کریمیں، لوشن اور لوشن چہرے پر داغ چھوڑتے ہیں۔ حسن اور خوبصورتی کے لئے چہرے کا کئی بار دھویا جانا از حد ضروری ہے۔

امریکن کونسل برائے بیوٹی (American Council for Beauty) کی سرکردہ ممبر لیڈی ہیچر نے عجیب وغریب انکشاف کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں۔ ان کے اسلامی وضو سے چہرے کا غسل ہو جاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے بچ جاتا ہے (۱)۔

بیوٹی پارلر میں منہ دھلوانا

فضول خرچی اور لغو کام ہے بلکہ دھوکا بازی بھی ہے اپنے اصلی رنگ کو چھپانا اور مصنوعی خوبصورتی کی نمائش کرنا ہے۔ اس قسم کے کاموں سے بچنا چاہیے۔

عورت اپنے شوہر کی خاطر سادہ اور پرانے طریقے کے مطابق جو فیشن میں داخل نہ ہو اور فجار وفساق، کفار کے ساتھ مشابہت لازم نہ آتی ہو ایسی زیب وزینت

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/۹۹، دارالکتاب، لاہور۔

کر سکتی ہے(۱)

زیب وزینت کے لئے سرجری کروانا

اللہ رب العزت نے انسان کو انتہائی خوبصورت ومناسب انداز میں پیدا فرمایا، ارشاد ربانی ہے۔

﴿لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم﴾ [التين: ٤]

﴿الذي خلقك فسواك فعدلك في أي صورة ما شاء ركبك﴾ [الانفطار: ٧، ٨]

اس تخلیق خداوندی میں کسی شرعی اور طبعی ضرورت کے بغیر خود ساختہ تبدیلی جائز نہیں، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی طور پر بال لگانے، جسم گدوانے، ابرو کے بال باریک کرنے اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فصل پیدا کرنے کو ناجائز قرار دے کر لعنت اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی قرار دیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ محض زیب وزینت اور خوبصورتی کی غرض سے آپریشن اور سرجری کروانا بطریق اولیٰ اللہ رب العزت کی خلقت میں تغییر وتبدیلی ہے جو قطعاً جائز نہیں۔

"وتحرم أيضاً عمليات التجميل التي يراد بها تغيير المرأة الكبيرة [عمليات الشد] روى أحمد عن عائشة قالت: كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يلعن القاشرة والمقشورة ... والقاشرة: التي تعالج وجهها أو وجه غيرها بالغمرة (طلاء يتخذ من الورس) ليصفو

(۱) فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والإباحة، ۱۰/۱۰۶، دار الاشاعت.

لونها، والمتقشرة التي يعمل بها ذلك، كأنها تقشر أعلى الجلد، ويظهر ما تحته من البشرة، وهو شبيه بعمل "النامصة"(١).

مروجہ میک اپ اور سائنس

میک اپ کے شرعی احکام کے بعد سائنسی وطبی اعتبار سے میک اپ کی جدید وترقی یافتہ صورت کو دیکھا جائے تو اس کا ثمرہ درج ذیل ہے۔

حکیم طارق محمود چغتائی "ذیلی کارنگی کے انکشافات" کے عنوان کے تحت ذیل کارنگی کا تجزیہ پیش کرتے ہیں:

"میری زندگی فطرت کے مسلسل مطالعے میں گزری ہے۔ اس بات کو غور سے دیکھا کہ ہم فطرت کے قریب رہتے ہوئے فطرت سے دور کیوں جا رہے ہیں؟ فیشن اور رواج کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکا اور فریب دیا ہے، میک اپ حسن نسواں کے لئے تھا لیکن جتنا نقصان اس نے حسن نسواں کو دیا ہے شاید ہی کسی چیز نے دیا ہو۔ جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے، بارود نے تباہ کاریوں کی انتہا کر دی لیکن میں سمجھتا ہوں ان کا نقصان کم ہے جتنا نقصان میک اپ سے ہوا ہے"۔

(زندہ رہنا سیکھئے)

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ میک اپ کے سامان میں کتنا خطرناک کیمیکل استعمال ہوتا ہے، اس سے کیا کیا نقصانات ہو رہے ہیں جو درج ذیل ہیں:

❁ چہرے کے مہاسے

---

(١) الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحظر والإباحة، الوشم والنمص - ٢٦٨٢/٤، (رشيدية)

* سیاہ دانے چہرے پر
* لیس دار جھلی نما جالے
* کیل اور چھائیاں
* ناک پر دانتوں کا بگاڑ
* عام پھوڑے پھنسیاں
* پھپھوندی سے پیدا ہونے والے امراض

یہ وہ امراض ہیں جو جدید سائنس نے دریافت کئے (یعنی میک اپ کی وجہ سے یہ امراض ہوتے ہیں)

بے شمار ایسے واقعات معاشرتی طور پر ملتے ہیں جس سے خواتین کے چہرے بدصورتی میں بدل جاتے ہیں۔ ایک خاتون نئی نویلی دلہن علاج کی غرض سے آئی کہ موصوفہ کے چہرے پر سیاہ داغ اور ہلکے دانے تھے تمام گھر والے پریشان تھے، معلوم ہوا کہ تمام میک اپ کے کارنامے ہیں۔ اسی طرح ایک غیر شادی شدہ خاتون نے اپنے بھائی کی شادی پر میک اپ کیا، کچھ عرصے بعد چہرے پر سیاہ داغ دھبے اور لکیریں پڑ گئیں حتی کہ مونچھوں اور داڑھی کے بال نکل آئے۔

اسلام نے خواتین کے لئے گھر میں آرائش حسن (صرف اپنے خاوند کے لئے) سے منع نہیں فرمایا لیکن اس کے لئے مصنوعی اور زہریلی ادویات میک اپ کی شکل میں ہمیشہ نقصان دہ ہیں اور اب تو جدید اور پڑھا لکھا طبقہ میک اپ سے دلبرداشتہ ہو کر پھر سادگی کی طرف لوٹ رہا ہے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا(۱)

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/۲۲۶۔

چہرے کی خوبصورتی کا راز

چہرے کی خوبصورتی کے لئے بے انتہا رقم خرچ کی جاتی ہے، لیکن مطلوبہ فوائد حاصل نہیں ہوتے، اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے یہ مقصد بدرجہ اتم خود بخود حاصل ہو جاتا ہے۔ اس بات کا اقرار امریکن ڈاکٹر بھی کرتے ہیں۔ حکیم طارق محمود چغتائی نقل کرتے ہیں:

"شیخ انجینئر نقشبندی فرماتے ہیں: میری ملاقات امریکن ڈاکٹر سے ہوئی، کہنے لگا یقین جانیں عورتوں کو اگر پتہ چل جائے کہ نماز میں لمبے سجدے کی وجہ سے چہرہ خوبصورت ہوتا ہے اور نور آتا ہے تو وہ سجدے سے سر ہی نہ اٹھائیں" (۱)۔

حسن میک اپ سے حاصل نہیں ہوتا

"سائنس کی یہ شہادت ہے کہ حسن کو سنگھار اور کاسمیٹکس پیدا نہیں کرتے، حقیقی حسن متوازن غذا سے پیدا ہوتا ہے۔ تمام حیاتین اور عناصر میں ایسے اجزا ہوتے ہیں جو چہرے کا رنگ نکھارتے ہیں، آنکھوں کو روشن کرتے ہیں، پلکوں اور ابروؤں کو اچھی شکل دیتے ہیں، پھوڑے پھنسیوں، چھائیوں اور کیلوں کو دور کرتے ہیں۔

یہ چہرے میں مناسب گوشت اور چربی پیدا کرتے ہیں جس سے چہرے کی شکل ٹھیک رہتی ہے۔ یہ فوائد صرف چہرے کو حاصل نہیں ہوتے بلکہ آپ کے پورے بدن کو حاصل ہوتے ہیں" (۲)۔

☆......☆......☆

---

(۱) سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۱۲۸، دار الکتاب لاہور۔

(۲) خواتین کی صحت: ص ۳۳، ... لاہور۔

ہاتھ کی زیب و زینت

زیب و زینت میں ہاتھ بھی توجہ کا مرکز بنتے ہیں اس لیے ہاتھوں کو بھی مختلف طریقوں سے مزین و آراستہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جن میں بعض جائز اور بعض ناجائز ہیں، ذیل میں ہاتھوں کے سلسلے میں ظہور پذیر ہونے والے طریقوں کا اور ان سے شرعی جائزہ لیا جائے گا۔

مہندی لگانا

ہاتھوں میں مہندی لگانا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"أن امرأة مدت يدها إلى النبي صلى الله عليه وسلم بكتاب فقبض يده فقالت: يا رسول الله مددت يدي إليك بكتاب فلم تأخذه فقال: إني لم أدر أيد امرأة هي أو يد رجل؟ قالت: بل يد امرأة، قال: لو كنت امرأة لغيرت أظفارك بالحناء." (۱)

"ایک عورت نے ہاتھ بڑھا کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتاب دینی چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ کھینچ لیا، اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو کتاب دینا چاہی اور آپ نے نہیں لی۔ تو نبی کریم صلی اللہ

---

(۱) سنن النسائي، كتاب الزينة، الخضاب للنساء: ۲/۲۷۹، قديمي۔

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ (اس لئے میں نے ہاتھ کھینچ لیا) اس عورت نے کہا: عورت کا ہاتھ تھا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم عورت ہوتی تو کم از کم اپنے ناخنوں پر مہندی تو لگاتی"۔

مہندی لگانے میں وقت کی کوئی تحدید نہیں جب چاہے لگائی جا سکتی ہے، اسی طرح مختلف ڈیزائن بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کسی ذی روح کی تصویر نہ بنائی جائے۔

"ولا بأس بخضاب فيه والرجل للنساء مالم يكن خضاب فيه تماثيل"(۱)۔

ناخن بڑھانا

ناخن کٹوانا عین فطرت ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

"من الفطرة حلق العانة، وتقليم الأظفار وقص الشارب"(۲)۔

"زیر ناف صاف کرنا، ناخنوں کو تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا فطرت انسانی میں داخل ہیں"۔

ناخن بڑھانا فطرت کے خلاف ہونے کے ساتھ طبی لحاظ سے بھی مضر ہے،

---

(۱) (شرح الأشباه والنظائر، الفصل الثالث، أحكام الأنثى: ۲/۷۸، إدارة القرآن).

(البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ۸/۳۴۲، رشيديه).

(۲) (الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار: ۲/۸۷۵، قديمي)

فائدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا لباس پرندوں کے پروں کی طرح جسم پر ناخن کی صورت میں تھا، جب شیطان کے بہکاوے کی وجہ سے ان سے خلاف امر فعل صادر ہوا تو ان کا لباس اتر گیا، صرف ناخن بچ گئے تاکہ ان سے فائدہ اٹھائیں اور یہ زینت کا کام دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز تھا۔ اللہ رب العزت نے انہیں کھال کا لباس پہنایا اور کھجانے کے لئے ناخن پیدا فرمائے (۱)۔

ناخن بڑھانے کے سائنسی نقصانات

شریعت کے ساتھ سائنس بھی تسلیم کرتی ہے کہ ناخنوں کا بڑھانا نقصان دہ ہے، ڈاکٹر شیرین فریدہ لکھتی ہیں:

"ناخنوں کو ہر روز صاف کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے اندر میل جمع نہ ہو سکے جو صحت کے لئے انتہائی مضر ہے، نیز اس سے ناخن بھی بدنما لگتے ہیں، اپنے ناخنوں کو باقاعدگی سے پندرہ دن میں ایک بار ضرور تراشیں تاکہ نہ تو اتنے لمبے ہو جائیں کہ ان کے اندر میل جمع ہو جائے اور نہ ہی اتنے چھوٹے ہوں کہ ان کے نیچے کا گوشت نظر آنے لگے" (۲)۔

بناوٹی ناخن

حقیقی و اصلی ناخنوں میں بھی فطرت و شریعت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ بڑے

(۱) (مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول ۸/۲۰۱، رشیدیہ)

(۲) (خواتین کی صحت: ۳۰۰، پرنٹ شورو، لاہور)

ہوئے ناخنوں پر چہ جائیکہ مصنوعی وبناوٹی ناخنوں کو استعمال کیا جائے جو کہ فطرت وشریعت کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ بالکل فرنگی والفاسقات سے بھی متصف ہیں لہذا ان کا استعمال جائز نہیں۔

نیل پالش

نیل پالش کا استعمال جب کہ اس میں نجس اشیاء کی ملاوٹ نہ ہو اگرچہ مباح ہے لیکن اس کا استعمال ادائے فرض سے مانع ہے کیونکہ نیل پالش کی تہہ وضو میں ناخنوں پر پانی پہنچنے سے مانع ہے اور نماز کا ادا کرنا فرض عین ہے لہٰذا جو مباح فرض کے لئے رکاوٹ بنے اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور جو عورتیں نماز جیسے فریضہ سے غفلت اور لاپرواہی برتتی ہیں وہ اسلام کے باقی احکام کہاں سے بجا لائیں گی؟ ہمارا مقصد مسلم عورت کے لئے دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے زیب و زینت کے احکام بیان کرنا ہے۔

بعض عورتیں یہ عذر پیش کرتی ہیں کہ ہم صرف مخصوص ایام میں ہی نیل پالش استعمال کرتی ہیں لیکن "عذر گناہ بدتر از گناہ" یہ تو اپنی پوشیدہ عادات واُمور کا کھلا اعلان ہے حالانکہ عورتوں کو چاہیے کہ مخصوص ایام میں بھی عام دنوں کی طرح اپنے معمولات پر کاربند رہیں اور نماز کے اوقات میں باقاعدہ وضو کر کے مصلے پر بیٹھ کر کچھ دیر کے لئے تسبیحات وغیرہ کریں تاکہ ان کی خفیہ عادات سوائے شوہر کے باقی افراد پر خفیہ رہیں۔

البتہ اگر نابالغ بچیاں اسے استعمال کریں تو ان کے لئے گنجائش ہے بشرطیکہ

حرام و نجس چیزوں کی آمیزش اس میں نہ ہو۔

نیل پالش کے سائنسی نقصانات

شرعی نقطہ نگاہ سے نیل پالش کا حکم تو یہی ہے سائنسی اور طبی اعتبار سے اس کا کیا وجہ ہے اس بارے میں حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

"صحت مند شخص کی انگلیوں کے ناخن ہر ماہ انچ کا آٹھواں حصہ بڑھتے ہیں اور ایک عام آدمی کی زندگی کے ٥٠ سال میں اس کی انگلیاں چھ فٹ ناخن پیدا کرتی ہیں ایک خلیجی اخبار کی رپورٹ کے مطابق طبیبوں نے آج سے ۴ ہزار سال قبل انگلیوں کے ناخنوں اور صحت کے درمیان تعلق کو دریافت کر لیا تھا اور آج کل بھی ڈاکٹر کی نظر مریض کو دیکھتے ہوئے تیزی سے اس کے ناخنوں پر پڑتی ہے، ناخنوں کا رنگ سفید ہو جانا خون میں سرخ خلیوں کی کمی کا اشارہ ہے۔ رپورٹ کے مطابق قدیم مصری عورتیں بھی اپنے ناخنوں پر رنگ و روغن کرتی تھیں اور "نیل پالش" کا رواج فرعون کے دور کی یادگار ہے، اس دور کی خواتین رنگ و روغن تیل سے صاف کرتی تھیں لیکن آج کل نیل وارنش استعمال کی جاتی ہے جو ناخنوں کے لئے خطرناک ہے، سستے نیل پالش ریموور ناخنوں کے قدرتی تیل کو جذب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی چمک ماند پڑ جاتی ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ناخنوں کو بہت زیادہ لمبے نہیں کرنا چاہیے یہ انہیں کمزور اور بیمار کر سکتا ہے۔ (بحوالہ فیملی انسائیکلوپیڈیا)(۱)۔

ناخن پالش اور جدید سائنس کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/ ۹۶)

ناخن بھی جسم انسانی کی طرح زندہ ہیں، انہیں آکسیجن اور ہوا کی ضرورت ہوتی ہے، یہ پانی کے طلب گار رہتے ہیں، اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تمام جسم ان سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک خاتون کو ہاتھوں پر دانے، خارش اور پیپ دار پھنسیاں تھیں، بہت علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا، ایک ماہر امراض جلد کے پاس گئیں، موصوف عمر رسیدہ اور بہت ماہر مانے جاتے تھے، ڈاکٹر صاحب مریضہ کا معائنہ کر کے فرمانے لگے آپ ناخن پالش کتنے عرصے سے استعمال کر رہی ہیں؟ مریضہ گزشتہ پانچ سالوں سے، اور مرض کو کتنا عرصہ ہوا ہے؟ مریضہ نے جواب دیا پانچ سال سے مسلسل مرض موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آپ ناخن پالش لگانا چھوڑ کر پھر مناسب مختصر علاج کریں، مریضہ کا کہنا ہے کہ صرف تیسرے ہفتے میں مکمل صحت یاب ہو گئی۔

کروموپیتھی کا اصول

کروموپیتھی کے ماہرین کے مطابق رنگ انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان جس رنگ کو بار بار دیکھتا ہے اس کا اثر اس کی زندگی پر غالب ہوتا ہے چونکہ اکثر ناخن پالش سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور یہ رنگ اشتعال، غصہ اور بلڈ پریشر ہائی کرتا ہے، اس لئے وہ لوگ جو پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہوں ان کے امراض میں فوری اضافہ ہو جاتا ہے اور صحت مند آدمی بھی آہستہ آہستہ ان امراض کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

انسانی صحت اور تندرستی کے لئے ہر رنگ کا ایک منفرد مزاج ہوتا ہے۔ موجودہ فیشن نے مختلف ناخن پالشوں کے استعمال کی ترغیب دی ہے، ان مختلف رنگوں

کی الرجی عام آدمی کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے تو کیا ایک مریض برداشت کر سکے گا؟

ناخن پالش ناخن کے مسامات کو بند کر دیتی ہے، مزید چونکہ ناخن پالش میں رنگدار کیمیکل ہوتے ہیں اس لئے یہ کیمیکل بے شمار امراض کا باعث بنتے ہیں خاص طور پر اس کا اثر جسم کے ہارمونزی سسٹم پر بہت برا پڑتا ہے جس سے خطرناک زنانہ امراض پیدا ہوتے ہیں (۱)۔

کنگن پہننا

کنگن اسباب زینت میں داخل ہیں اور شرعاً ان کا استعمال بلا کراہت درست ہے۔

"یجوز للنساء لبس أنواع الحلي کلها من الذهب والفضة والخاتم والحلقة والسوار والخلخال والطوق والعقد والتعاویذ والقلائد وغیرها" (۲)۔

چوڑیاں پہننا

عورتوں کے لئے چوڑیاں جائز ہے بشرطیکہ چوڑیاں خود پہنیں یا عورتوں سے پہنوائیں کسی اجنبی سے چوڑیاں پہننا حرام ہے کیونکہ بلا ضرورت کسی اجنبی کو ہاتھ

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/۳۴۴)

(۲) (إعلاء السنن، کتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب علی الرجال ۱۷/۳۴۹، إدارة القرآن، کراچی)۔

پکڑنے یا کسی عضو کو چھونے کی اجازت دینا جائز نہیں اور چوڑیاں پہننے میں ضرورت نہیں پائی جاتی۔

چوڑیوں میں ہر قسم کی چوڑی چاندی، سیاہ، کانچ وغیرہ سب کا استعمال درست ہے۔

انگوٹھی پہننا

انگوٹھی کے استعمال سے ہاتھوں کی جاذبیت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ زیب وزینت کا اہم پہلو ہے، اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں:

"وكان على عائشة خواتيم الذهب"(۱)۔

عورتوں کے لئے اجازت ہے کہ وہ جس انگلی میں چاہیں، جتنی چاہیں انگوٹھیاں پہن سکتی ہیں۔

"قال النووي: يكره للرجل الخاتم في الوسطى والتي تليها كراهة تنزيه، وأما المرأة فلها التختم في الأصابع كلها"(۲)۔

ہاتھ میں رومال رکھنا

اگر بغرض ضرورت مثلاً پسینہ وناک صاف کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو جائز ہے، بلا ضرورت اسے ہاتھ میں رکھنا درست نہیں:

---

(۱) (الصحيح البخاري، كتاب اللباس، باب الخاتم للنساء: ۲/۸۷۳، قديمي)۔

(۲) (مرقاة المصابيح، كتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الأول: ۸/۱۸۶، رشيدية)

"لا يكره خرقة لوضوء أو مخاط أو عرق لو لحاجة ولو للتكبر تكره"(١).

سونے کی گھڑی

گھڑی اگرچہ ضرورت کے علاوہ زینت کا کام بھی دیتی ہے لیکن زیورات کے قبیل سے نہیں، لہذا اس کے استعمال میں مرد وعورت دونوں کا حکم یکساں ہوگا یعنی جس طرح مردوں کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔

"والأصل أن استعمال الذهب فيما يرجع إلى التزين مكروه في حق الرجل دون المرأة لما قلنا، واستعماله فيما يرجع إلى منفعة البدن مكروه في حق الرجل والمرأة جميعاً"(٢).

ایسی گھڑی پہننا جس پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھا ہو، جائز ہے۔

"ولا بأس بتمويه السلاح بالذهب والفضة". [الفتاوى السراجية، كتاب الكراهية، باب المتفرقات، ص: ٧٦، سعيد](٣).

---

(١) (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/٣٦٣، سعيد)

(الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس: ٥/٣٣٣، رشيدية).

(٢) (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان: ٦/٥٠٢، دار الكتب العلمية).

(الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحظر والإباحة، المبحث الثالث، اللبس والاستعمال والحلي: ٤/٢٦٣٢، رشيدية)

(٣) (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل السابع في اللبس: ٤/٣٧٢، رشيدية).

ولا بأس بالانتفاع بالأواني المموهة بالذهب والفضة بالإجماع"۔ كذا في الاختيار شرح المختار"(۱)۔

"كان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم حديد ملويا عليه فضة"(۲)۔

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا"۔

اگر گھڑی کا کوئی پرزہ سونے کا ہو تو درست ہے:

"ولا بأس بمسمار الذهب يجعل في حجر فص يعني في ثقبه لأنه تابع كالعلم فلا يعد لابسا"(۳)۔

اسی طرح اگر اندر کی مشین سونے اور چاندی کی ہو اور اوپر کا کیس لوہے کا تب بھی جائز ہے کیونکہ فقہاء کرام نے لوہے کی انگوٹھی کے عدم جواز کے باوجود لوہے کی ایسی انگوٹھی کو جائز قرار دیا جس پر چاندی کا غلاف چڑھا ہو:

"لا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوى عليه فضة وألبس بفضة حتى لا يرى"(۴)۔

---

(۱) الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر: ۳۳۵/۵، رشيديه۔

(۲) النسائي، كتاب الزينة، باب لبس خاتم حديد ملوى عليه فضة: ۱۸۹/۲، قديمي۔

(۳) البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۴۰/۸، رشيديه۔

(۴) رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۳۶۰/۶، سعيد۔

موبائل فون استعمال کرنا

اگر چہ موبائل کا تعلق زیب وزینت کے باب سے نہیں، تاہم آج کل اس کا فیشن بھی چل نکلا اور سر عام عورتیں اور لڑکیاں موبائل استعمال کرتی اور اسے قابل فخر سمجھتی ہیں۔ شریعت میں قطعاً اس کی اجازت نہیں۔ نیز فقہاء کرام نے عورتوں کی آواز کو بھی عورت (جس کا اخفاء ضروری ہو) شمار کیا ہے اور نماز میں غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے بجائے آواز کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر تنبیہ کا حکم دیا، تو سر عام بس اسٹاپ، راستوں اور گاڑیوں میں موبائل استعمال کر کے اجانب وغیر محارم کو اپنی طرف متوجہ کرنا اسلامی تعلیمات کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

سونے اور چاندی کے قلم

سونے اور چاندی کو اپنے عام استعمال میں لانا تکبر وغرور کی علامت ہے، شریعت نے اس سے منع فرمایا، لہٰذا ایسے قلم جو مکمل سونے چاندی کے ہوں یا ان کی نب ان دھاتوں کی ہو ان کا استعمال ناجائز ہے:

"ویکرہ أن یکتب بالقلم المتخذ من الذهب أو الفضة أو من دواة کذلك ویستوی فیه الذکر والأنثی" (۱)۔

☆.....☆.....☆

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة: ۳۳۹/۵، رشیدیه)

(الفقه الإسلامی وأدلته، کتاب الحظر والإباحة: ۲۸۷/۴، إدارة القرآن)

پاؤں کی زیب وزینت

بوٹ پہننا

بوٹ دراصل مردانہ استعمال کی اشیاء میں سے ہے، لہٰذا اس میں تشبہ بالرجال پایا جاتا ہے، لہٰذا اس کی اجازت نہیں، البتہ اگر ان کی ساخت ہی عورتوں کے لئے ہو تو ان کا استعمال جائز ہے:

"عن عائشة رضي الله عنها قيل لها: إن امرأة تلبس النعل؟ فقالت: لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الرجلة من النساء"(۱)۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا: کیا عورت مردانہ جوتے پہن سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردانہ روش اختیار کرتی ہیں"۔

اونچی ایڑی والی سینڈل

اونچی ایڑی والی سینڈل پہننا کئی وجوہ سے جائز نہیں:

۱- اس میں تشبہ بالفاسقات پایا جاتا ہے۔

---

(۱) (مجمع الزوائد، کتاب اللباس والزينة، آداب اللباس وهيئته: ۱۰۸/۲، ۱۰۸، إدارة القرآن).

۲- دھوکا دہی بھی ہے کہ قد کو اونچا ظاہر کیا جاتا ہے۔

۳- سخت ایڑی کی وجہ سے جوتے کی آواز پیدا ہوتی ہے جس سے مردوں کی توجہ اسی جانب ہو جاتی ہے۔

۴- اس میں سرین کا ابھار بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

۵- چلنے میں چال بھی ترچھی ہوتی ہے وغیرہ۔

ان کے علاوہ بھی کئی مفاسد اس میں پائے جاتے ہیں۔

اونچی ایڑھی اور سائنس

سائنس و طب کے حوالے سے اونچی ایڑھی والی سینڈل پہننا انتہائی مضر ہے۔ ڈاکٹر ثمرین فرید لکھتی ہیں:

خواتین میں ٹانگوں کا درد عام کیوں؟

''کیا آپ نے غور کیا ہے کہ بعض نوجوان خواتین پیروں اور ٹانگوں کی تکالیف میں زیادہ کیوں مبتلا ہوتی ہیں؟ اس لئے کہ وہ اونچی ایڑی کی سینڈلز پہنتی ہیں جن کی وجہ سے ان کے پنجوں کی ساخت تک تبدیل ہو جاتی ہے، یہ سینڈلز ان کی ریڑھ کی ہڈی، کمر اور ٹانگوں پر تاردا بوجھ ڈالتی ہیں۔ خواتین میں زیادہ تر دو طرح کی سینڈلز مقبول ہیں: ایک پلیٹ فارم شوز کہلاتی ہے اور دوسری اونچی ایڑی والی سینڈلز۔

پلیٹ فارم شوز

پلیٹ فارم شوز کے ذریعے خواتین اپنے قد میں زیادہ سے زیادہ آٹھ انچ کا اضافہ کر سکتی ہیں کیونکہ ان کا تلا اتنا ہی موٹا ہوتا ہے۔ تلا موٹا ہونے کی وجہ سے یہ سینڈلز

عام جوتیوں سے تین گنا زیادہ بھاری ہو جاتی ہیں۔ خواتین کو یہ اضافی وزن ہر قدم پر اٹھانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کی ٹانگیں جلد تھک جاتی ہیں۔ دوسرے اتنی اونچی سینڈل پہن کر توازن برقرار رکھنا نسبتاً مشکل کام ہے۔ انا ڑی خواتین تو ایک طرف اس کوشش میں اچھی اچھی ماڈلز کے پیر مڑ جاتے ہیں اور وہ دھڑام سے زمین پر آ گرتی ہیں۔

اونچی سینڈل اور ہمارے فٹ پاتھ

موٹے تلے والی سینڈل ہمارے ملک میں اور زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ ہمارے یہاں کے فٹ پاتھ اور گلیاں سخت، ناہموار اور اونچی نیچی ہیں اور ان پر عام جوتے پہن کر بھی محفوظ طریقے پر نہیں چلا جا سکتا۔ اس عالم میں موٹے اور تلے والے پلیٹ فارم شوز پہن کر چلنا کسی کرتب بازی کو زیب دیتا ہے مستقل نازک اندام کو نہیں۔

اونچی ایڑی کی سینڈل

دوسری طرح کے پریشان کن سینڈل وہ ہیں جنہیں اونچی ایڑی والی جوتی کہا جاتا ہے۔ ان کے نقصانات دو طرح کے ہیں: ایک تو یہ کہ انہیں پہن کر پیروں کی انگلیاں سخت بے آرام ہو جاتی ہیں، چھوٹی سی تنگ جگہ میں ان انگلیوں کا فٹ ہونا ممکن نہیں ہوتا اس لئے وہ ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ طویل عرصے تک جاری رہے تو پیر کی انگلیوں کی ساخت ہی بدل جاتی ہے اور انگوٹھے کے اوپر چڑھ کر رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پنجے پر مختلف مقامات پر گوکھرو (corn) اور گٹے بن جاتے ہیں جو درد کرتے ہیں۔ اس مرحلے پر خاتون کے لئے آسان راستہ یہ ہے کہ وہ اتنی

تنگ اور اونچی سینڈل ترک کر کے آرام دہ سینڈل پہنے، دوسرا تکلیف دہ راستہ یہ ہے کہ وہ تنگ اور اونچی سینڈل پہن کر مزید تکلیف برداشت کرتی رہے اور فیشن ایبل کہلائے۔

اونچی ایڑی کی سینڈل طویل عرصے تک (یعنی ۲ سال سے ایک سال) پہننے کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ پنڈلی کی ایک اہم رگ (Achwilles Tendon) چھوٹی ہو جاتی ہے، یہ وہ موٹی رگ ہے جو ایڑی کو پنڈلی کی مچھلی (Calf) سے ملاتی ہے، اس کے چھوٹا ہونے کے نتیجے میں پیر بعض سمتوں میں آزادانہ حرکت کے قابل نہیں رہتا اور ایسی کسی حرکت کے باعث درد ہوتا ہے۔ اس طرح کی متاثرہ خاتون سیدھے سادے سلیپر پہن لے تو اسے درد ہوتا ہے کیونکہ (Tendon) چھوٹا ہونے کے سبب پیر پوری طرح سلیپر میں نہیں آپاتا۔ اونچی ایڑی کے ساتھ چلنے والی خواتین میں ٹخنے کی موچ کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

ایک اوسط انسان یومیہ پانچ ہزار قدم اٹھاتا ہے۔ اونچی ایڑی پہننے کی صورت میں جسم میں سارا بوجھ اور چلنے کی قوت پنجے کی صورت میں پنجے کے اگلے حصے پر پڑتی ہے۔ تین انچ اونچی ایڑی پہننے کی صورت میں پنجے کے اگلے حصے پر ایک انچ والی سینڈل کے مقابلے میں سات گنا زیادہ دباؤ پڑتا ہے۔

فیشن انڈسٹری کیا کہتی ہے

فیشن انڈسٹری کی دلیل یہ ہے کہ اونچی ایڑی کی سینڈل سے خاتون کا قد اونچا ہو جاتا ہے۔ اور وہ زیادہ اسمارٹ اور پرکشش دکھائی دیتی ہے۔ فیشن انڈسٹری

دراصل یہ کہنا چاہ رہی ہے کہ ایسی سینڈل پہن کر خاتون کے کولہے زیادہ نمایاں ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے حسن کا زیادہ زور و شور کے ساتھ اشتہار دے رہی ہوتی ہے کس قیمت پر؟ اپنی صحت اور جسمانی خدوخال کی قیمت پر، کیونکہ اونچی ایڑی کی سینڈل کے بارے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس سے ریڑھ کی ہڈی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل ہمارے جسم کا توازن برقرار رکھنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ جسم عمودی حالت میں ہو اور اس کا سارا وزن ایک مستحکم بنیاد یعنی پیر کے انگوٹھے سے لے کر ایڑی تک پڑ رہا ہو لیکن اونچی ایڑی پہننے سے جسم کا سارا وزن پنجے کے اگلے حصے یعنی انگوٹھے کی پچھلی گول ہڈی پر پڑتا ہے اور یہ وزن طویل عرصے تک پڑ رہا ہے تو انگوٹھے کے جوڑ سوج جاتے ہیں یہ پھر اپنی جگہ سے سرک جاتے ہیں جس سے پنجہ بدنما ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کولہے باہر کو نکلے رہنے سے کولہے کی ہڈی مقررہ جگہ پر نہیں رہتی اور ریڑھ کی ہڈی میں بھی باہر کی طرف خم آ جاتا ہے۔ طویل عرصے تک اونچی سینڈل پہننے والی ۷۵ فیصد خواتین ۴۰ سال سے زائد عمر پہنچ کر پیروں یا کمر کی تکلیف میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

سنگاپور کی ایک معروف ماڈل نے ایک بار بتایا کہ اس نے اونچی ایڑی کی سینڈل ۱۰ سال ہی پہنی تھی کہ اس کی کمر نے جواب دے دیا۔ ایکسرے ٹیسٹ سے پتہ چلا کہ اس کی کمر کے مسلز کمزور ہو چکے ہیں۔ اس بات کا فیصلہ خواتین کو ہی کرنا ہے کہ انہیں اپنی صحت اور تندرستی عزیز ہے یا فیشن؟ وہ فیشن جس کو اپنا کر بھی آپ جسمانی تکالیف کا شکار ہیں اور جو طویل عرصہ گزرنے پر آپ کے لئے لاتعداد مسائل اور

تکالیف چھوڑ جائے۔ آرام دہ اور پرسکون حالت میں ہونا فیشن کی حالت میں ہونے سے زیادہ دانشمندی ہے۔

ایک تجربہ

یہ جاننے کے لئے کہ اونچی ایڑی پہننے سے آپ کی پنڈلی کو خون پہنچانے والی بڑی رگ (Achilles Tendon) چھوٹے تو نہیں ہو گئے ایک تجربہ کیجئے: موٹر سائیکل اور کاروں کے چڑھنے اترنے کے لئے گھروں کے باہر ڈھلوان (Slope) بنے ہوتے ہیں، کسی ڈھلوان سطح پر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ اونچائی آپ کے سامنے ہو اور آپ کے قدم نچائی پر ہوں۔ اب محسوس کیجئے کہ آپ بالکل سیدھے کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہو سکتے ہیں تو فکر کی کوئی بات نہیں، اگر آپ کو آگے کی طرف جھک کر کھڑا ہونا پڑ رہا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی پنڈلی کے پٹھے اور پنڈلی کی بڑی رگ چھوٹی اور کمزور ہو گئی ہے(۱)۔

ایڑھی والا جوتا جنسی تحریکات بڑھاتا ہے

حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

"آج کے دور میں ایڑھی کے جوتے اور ربڑ، پلاسٹک کے جوتے کیا نقصان دے رہے ہیں، اس کا اندازہ حافظے سے باہر ہے، ایک فزیوتھراپسٹ سے بات ہوئی، کہنے لگے کہ ایڑھی کا جوتا یہودی سازش ہے، یہ مردوں اور عورتوں میں غیر ضروری جنسی تحریکات کو بڑھا کر زنا کی طرف مائل کرتا ہے۔

(۱)(خواتین کی صحت: ص۲۰۵-۲۰۶، دار الشعور لاہور)

ایسے دور میں جب ہر طرف فیشن کی یلغار ہے تو اپنی صحت و تندرستی کے لئے جوتے کے انتخاب پر بھی غور کیا جائے۔ یہ درست ہے کہ جوتا نرم ہو، خوبصورت ہو، شخصیت کے نکھار کے لئے سونے پر سہاگہ ہے۔ لیکن کیا یہی جوتا صحت اور بقائے حیات کے لئے بھی معاون ہے؟ یہ ایسا سوال ہے جس کی طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں۔

جوتا نرم تو دماغ نرم

نیولن مشہور سائنس دان ہے، جب دماغی دباؤ اور ڈیپریشن کا شکار ہوا تو اس نے فوراً جوتے کی طرف نگاہ کی، وہ ہر ہفتے نیا جوتا بدلتا، آخر اسے ایک جوتے نے سکون دیا اور وہ ہمیشہ اسی جوتے کو استعمال کرتا۔ جرمنی کے ماہرین نے انکشاف کیا ہے" جوتا بہتر تو دماغ بہتر، جوتا سخت تو دماغ سخت، جوتا نرم تو دماغ نرم" بظاہر یہ الفاظ عام ہیں مگر غور و تدبر کے بعد انسان ان لفظوں سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے"۔

مطب میں ایک خاتون تشریف لائیں جو کہ گزشتہ اٹھارہ برس سے دائمی درد سر میں مبتلا تھیں، پتہ چلا کہ وہ ہمیشہ اونچی ایڑھی کا جوتا استعمال کرتی ہیں۔ جب ان کا جوتا تبدیل کیا گیا تو کیفیت بدل گئی۔

ایڑھی والے جوتے کے نقصانات

عورتوں کو اونچی ایڑھی کے سینڈل اور جوتے پہننے کا شوق ہے اور وہ نہیں جانتیں کہ اس سے ان کے پاؤں، ٹانگوں اور پورے جسم کی ساخت کو کیسے نقصان پہنچتے ہیں۔ آج کل فیشن کی خاطر اونچی ایڑھی کے تنگ جوتے عام طور پر پہنے

جاتے ہیں۔ اس طرح کے جوتوں اور سینڈلوں سے پاؤں اور ٹانگوں کی باریک رگیں سوج جاتی ہیں۔ طویل عرصے تک ایسے جوتے پہننے سے ہڈیوں میں درد ہونے لگتا ہے اور مستقل تھکن رہتی ہے۔ تنگ جوتوں سے پاؤں اور ٹانگوں کے بعض حصوں میں دورانِ خون میں رکاوٹ پڑتی ہے اور پاؤں، پنڈلیاں، ٹانگیں اور کبھی کبھی کمر میں درد ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ورم، درد اور نیلے رنگ کے عارضے بھی ہو جاتے ہیں یعنی ٹانگوں یا پیروں کی رگوں میں خون کے لوتھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر خواتین ایسی جوتیاں پہننا چھوڑ دیتی ہیں تو جلد ہی ان کی شکایات کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔ اونچی ایڑی والے جوتوں کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ ان میں پیر فطری حالت میں نہیں ہوتے، چلنے میں خاصہ تکلف کرنا پڑتا ہے، جس سے دباؤ اور تناؤ کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے"(۱)۔

سونے چاندی سے مزین جوتے پہننا

اگرچہ سونے چاندی سے مزین جوتے استعمال کرنے کی گنجائش ہے تاہم اس سے اجتناب بہتر ہے کہ بظاہر اسراف کی علامت ہے۔

"وفی جواز تنعیل الذهب بالنعل والفضة وجهان، أصحهما الجواز کسائر الملبوسات، والثانی التحریم للإسراف"(۲)۔

(۱) سنتِ نبوی اور جدید سائنس [مکمل] :۱/ ۳۳۴-۳۴۰، دار الکتاب لاہور)

(۲) إعلاء السنن، نقلاً عن شرح المهذب، کتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب علی الرجال: ۱۷/ ۳۹۲، (إدارة القرآن).

پازیب

اسلام نے عورت کو پردے کا حکم دیا اور ہر اس عمل سے منع کیا جو فتنے کا باعث بنتا ہو، چونکہ عورت کے پازیب پہننے میں فتنے کا قوی اندیشہ ہے لہذا اس کا استعمال ناجائز ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ولا یضربن بأرجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن﴾ [النور: ۳۱]۔

"عن بنانة مولاة عبد الرحمن بن حیان الأنصاری عن عائشة، قالت: بینما هی عندها إذ دُخِلَ علیها بجاریة، وعلیها جلاجل یصوِّتن، فقالت: لا تدخلنها علیّ إلا أن تقطعوا جلاجلها، وقالت: سمعت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقول: لا تدخل الملائكة بیتاً فیه جرس"(۱)۔

"حضرت بنانہ بنت عبدالرحمن روایت کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک باندی کو لایا گیا جس نے پازیب پہنے تھے، وہ بج رہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اسے میرے پاس اس حالت میں نہیں لانا، اگر لانا ہے تو اس کے پازیب کاٹ دو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا

---

(۱) أبو داود، كتاب الخاتم، باب ما جاء في الجلاجل. ۲/۲۲۹، ۲۳۰، بمعناه.

ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹیاں اور باجے بجیں"۔

پاؤں میں مہندی لگانا

اس کا تعلق بھی چونکہ زینت سے ہے اس لئے اسے اختیار کرنا بھی جائز ہے۔

"ولا بأس بخضاب اليد والرجل للنساء ما لم يكن فيه تماثيل"(١)
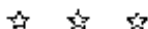
☆ ☆ ☆

(١) (شرح الأشباه والنظائر، الفن الثالث، أحكام الأنثى ٣/٧٨، إدارة القرآن)۔
(البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب ٨/٢٣٣، رشيدية)

زیورات سے زیب وزینت

سونے کا زیور پہننا

سونے کے زیورات بلا شک وشبہ عورتوں کے لئے مباح ہیں اور اس اباحت پر علاوہ احادیث کے قرآن کریم کی بھی چند آیات دلالت کرتی ہیں:

﴿أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ﴾

[الزخرف: ۱۸]

﴿وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ﴾ [الرعد: ۱۷].

﴿وَلَكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ﴾ [طٰہٰ: ۸۷].

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ دو چیزیں (ریشم وسونا) میری امت کے مردوں پر حرام عورتوں کے لئے حلال ہیں" (۱)۔

جن روایات سے سونے کے استعمال کی ممانعت معلوم ہوتی ہے حضرات محدثین نے ان میں مختلف تاویلات کی ہیں:

۱۔ ممانعت کا تعلق مردوں سے ہے۔

۲۔ ممانعت اولاً تھی پھر منسوخ ہوگئی۔

---

(۱) ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لبس الحریر والذہب للنساء، ص ۲۵۷۔

۳- وعید کا تعلق زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے ہے۔

۴- محل وعید تفاخر و تکبر ہے۔

الغرض سونے کا زیور عورتوں کے لئے مباح ہے، زیور کے ڈیزائن چند کرنے میں عورتوں کو اختیار ہے، البتہ اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ جن زیورات میں باجے، گھنٹی وغیرہ ہو ان کا پہننا ناجائز ہے:

"عن بنانة مولاة عبد الرحمن بن حيان الأنصاري عن عائشة قالت: بينما هي عندها، إذ دخل عليها بجارية، وعليها جلاجل يصوتن، فقالت: لا تدخلنها علي إلا أن تقطعوا جلاجلها، وقالت: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه جرس"(۱)۔

اور جن زیورات میں خود گھنٹی تو نہ ہو لیکن آپس میں ٹکراتے ہیں اگرچہ ان کا پہننا جائز ہے لیکن انہیں جان کر اس انداز میں چلنا کہ ان سے آواز نکلے جائز نہیں۔

زیورات پہننے میں اسراف کرنا

زیب و زینت اگرچہ عورتوں کے لئے شرعاً مباح ہے لیکن اس میں اسراف کرنا درست نہیں، اسی طرح زیورات میں بھی اسراف سے کام لینا جائز نہیں۔

"كل حلي أبيح لبسه، فمباح إذا لم يكن فيه سرف ظاهر، فإن كان كخلخال وزنه مائتا دينار، فعليه وجهان: وجه التحريم أنه ليس

(۱) أبو داود، كتاب الخاتم، باب ما جاء في الجلاجل، ۲/۵۷۹، ۲۰۴، امدادیہ۔

بزينة، وإنما هو فيه، وإنما تباح الزينة؛ ووجه الجواز أنه من جنس

المباح، فأشبه اتحاد عدد من الحلال حل" (۱)

چاندی کا زیور

چاندی کے زیورات کی اباحت میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

"يجوز للنساء لبس الحرير والتحلي بالفضة وبالذهب بالإجماع

للأحاديث الصحيحة" (۲)

جواہرات

اسی طرح جواہرات الماس، فیروزہ، زمرد، عقیق، یاقوت اور مرجان وغیرہ کے

زیورات پہننا بھی جائز ہے۔

"وفي الحجر لا بأس بأن يتخذ من خاتم فصه لؤلؤ من مرجان

أو عقيق أو فيروزج أو ياقوت أو زمرد" (۳).

ہڈی کا زیور

جانوروں کی ہڈیوں، سینگوں اور دانتوں سے تیار کردہ زیورات کا استعمال بھی

درست اور جائز ہے کیونکہ سوائے خنزیر کے باقی جانوروں (حلال ہوں یا حرام) کی

---

(۱) إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ۱۷/ ۲۹۰،

إدارة القرآن.

(۲) إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ۱۷/ ۲۹۳،

إدارة القرآن.

(۳) المبسوط في الفتاوى الحنفية، كتاب الأدب، مطلب في الخاتم بأنواع المعادن:

۲۶۲، حقانیہ کوئٹہ.

"آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے تانبے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مسئلہ ہے کہ تم سے بتوں کی بو آرہی ہے؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی پھینک دی، جب دوسری مرتبہ آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا، آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں، اس نے اسے بھی اتارا اور کہا کہ کس چیز (دھات) سے انگوٹھی بناؤں؟ آپ نے فرمایا: چاندی کی انگوٹھی بناؤ اور ایک مثقال سے زائد نہ ہو"(۱)۔

"والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء"(۲).

"والبحث الثاني: إن النهي عن خاتم الحديد وغيره مخصوص بالخاتم أو شامل لسائر الحلي منها؟ فلم أر مصرحاً به في كلام الفقهاء، لا أن الحديث وكلام الفقهاء يرشدان إلى عدم الاختصاص؛ لأن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "مالي! أرى عليك حلية أهل النار"، وقال: "مالي! أرى منك ريح الأصنام"؟ فدل ذلك على أنه غير مخصوص بالخاتم بل يشمل كل حلية من الحديد أو الشبه أو النحاس والصفر، وكذا قول الفقهاء: إن النص معلول، وإلحاقهم الرصاص والنحاس والصفر بالشبه يدل على عدم الاختصاص بالخاتم، ثم لا يخفى أنه لا

---

(۱) (أبو داود، كتاب الخاتم، باب ما جاء في خاتم الحديد: ۲۲۸/۲، ۲۲۹، إمدادية).

(النسائي، كتاب الزينة، مقدار ما يجعل في الخاتم من الفضة: ۲/۲۸۸، قديمي).

(۲) (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ۳۶۰/۶، سعيد)

دخل للصورة الخاتمة في المنع، فلا وجه للاختصاص والله أعلم"(١)

دکھلاوے کے لئے زیورات پہننا

فخر و ریاء اور دکھلاوے کی غرض سے جو بھی کام کیا جائے نا جائز و مکروہ ہے، اور احادیث میں عورتوں کے لئے سونے کے استعمال کی ممانعت بھی اظہار و دکھلاوے پر محمول ہے، لہذا اس نیت سے زیورات پہننا قطعاً جائز نہیں۔

"ونبه المحشي لهذه الدقيقة، حيث عقد باباً بعنوان "الكراهة للنساء في إظهار الحلي والذهب"، وأورد فيه ما يدل على الإظهار، وما لم يظهر منه ذلك أشار إلى بعضها وبين كذلك مطلقة صورة لكنها مقيدة معنى. ثم أشار بقوله في العنوان "أي إظهار الحلي" إلى أن الأحاديث صريح في مطلق التحلي وعمم المحشي والذهب بوجود علة النهي، ومن لم ينتبه لهذه الدقيقة قال ما قال"(٢)۔

تاج پہننا

عورتوں کی زینت میں تاج پہننے کو بڑی اہمیت حاصل تھی، اگر چہ موجودہ زمانے میں اس کا استعمال متروک ہوگیا ہے، تاہم اگر کوئی تاج پہننے کا التزام کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

---

(١) إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حكم التصاوير: ١٧/ ٣٦٩، ... ، إدارة القرآن)

(٢) إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ١٧/ ٢٩١-٢٩٣، إدارة القرآن)۔

المصادر والمراجع

١ – إتحاف السادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، عباس أحمد الباز، مكة.

٢ – أحسن الفتاوى للمفتي رشيد أحمد، سعيد.

٣ – اسلام تحت اور جدید سائنس تحقیقات، ادارہ اشاعت اسلام.

۴ - إعلاء السنن للعلامة ظفر أحمد العثماني، إدارة القرآن.

٥ – اقتضاء الصراط المستقيم لعلامة ابن القيم، نزار مصطفى الباز.

٦ – البحر الرائق لابن نجيم، رشيدية كوئته.

٧ – بدائع الصنائع، للكاساني، رشيدية كوئته.

٨ – بذل المجهود لخليل أحمد السهارنفوري، معهد الخليل الإسلامي، كراتشي.

٩ – تاليفات اشرفيه للعلامة رشيد أحمد الجنجوهي، إدارة إسلاميات.

١٠ – الترغيب والترهيب للمنذري، روضة القرآن بشاور.

١١ – تكملة عمدة الرعاية للعلامة فتح محمد، سعيد.

١٢ – جامع الرموز للقهستاني، سعيد.

۱۳ – حاشية الطحطاوي على الدر لأحمد بن محمد الطحطاوي دار المعرفة.

۱۴ – الحاوي للفتاوي للسيوطي، دار الفكر بيروت.

۱۵ – خلاصة الفتاوى، رشيدية كوئٹه.

۱۶ – خواتین کی صحت، ڈاکٹر ثمرین فرید، دار الشعور، لاہور.

۱۷ – رد المحتار لابن عابدين، سعيد.

۱۸ – رسائل ابن عابدين لابن عابدين، قاسمیه کوئٹه.

۱۹ – روح المعاني للعلامة الآلوسي، إحياء التراث العربي.

۲۰ – الزواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر الهيثمي، دار الفكر.

۲۱ – السعاية للعلامة اللكهنوي، سهيل اكيڈمي

۲۲ – سنت نبوی اور جدید سائنس، حکیم طارق محمود چغتائی، دار الکتاب لاہور.

۲۳ – سنن ابن ماجه للإمام محمد بن يزيد، قديمي

۲۴ – سنن أبي داؤد للإمام سليمان بن أشعث، امدادية

۲۵ – سنن الترمذي للإمام أبي عيسى، سعيد.

۲۶ – سنن الدارقطني للإمام علي بن عمر، دار الكتب العلمية.

۲۷ – سنن النسائي للإمام أحمد بن شعيب، قديمي.

۲۸ – شرح الأشباه والنظائر للحموي، إدارة القرآن.

۲۹ – شرح النووي على مسلم للنووي، قديمي.

٣٠- تحریک اور جدید تیری، دار المطالعہ بہاولپور۔

٣١- الصحیح للبخاری للإمام محمد بن اسماعیل، قدیمی

٣٢- الصحیح لمسلم للإمام مسلم بن الحجاج، قدیمی۔

٣٣- العرف الشذی لأنور شاہ الکشمیری، ایچ ایم سعید۔

٣٤- عمدۃ القاری للعینی، دار الکتب العلمیۃ۔

٣٥- الفتاوی البزازیۃ، رشیدیہ۔

٣٦- فتاوی رحیمیہ (مبوب) لمفتی عبدالرحیم، دار الاشاعت۔

٣٧- الفتاوی السراجیۃ، سعید۔

٣٨- الفتاوی العالمکیریۃ لجماعۃ من علماء الهند، رشیدیۃ

٣٩- فتاوی الکھنوی للعلامۃ عبدالحی۔

٤٠- الفتاوی الهندیۃ، المکتبۃ العربیۃ، کوئٹہ

٤١- فتح باب العنایۃ للعلامۃ علی بن سلطان القاری، سعید۔

٤٢- فتح الباری للحافظ ابن حجر، قدیمی۔

٤٣- الفقہ الإسلامی للدکتور وھبۃ الزحیلی، رشیدیۃ۔

٤٤- فقہ السنۃ للسید السابق، دار الکتاب العربی۔

٤٥- فیض الباری لأنور شاہ الکشمیری، خضر راہ بکڈپو دیوبند۔

٤٦- کفایت المفتی للمفتی کفایت اللہ، دار الاشاعت۔

٤٧- الکوکب الدری للعلامۃ رشید أحمد الگنگوہی، إدارۃ

القرآن.

٤٨– مجموعة الفتاوى لابن تيمية، مكتبة العبيكان.

٤٩ – مجمع الزوائد، للعلامة الهيثمي، دار الفكر.

٥٠ – مجموعة رسائل الكهنوى للكنوى، إدارة القرآن.

٥١ – المدخل لابن الحاج، دار الفكر.

٥٢ – مرقاة المفاتيح لعلي القاري، رشيدية.

٥٣ – مسند أحمد للإمام أحمد بن حنبل، إحياء التراث العربي.

٥٤ – مسند الإمام الأعظم، نور محمد.

٥٥ – مشكوة المصابيح، للعلامة ولي الدين الخطيب، قديمي.

٥٦ – مصنف ابن أبي شيبة، دار الكتب العلمية

٥٧– الملتقط في الفتاوى الحنفية، مكتبة حقانيه كوئته.

٥٨ – موطا إمام مالك للإمام مالك بن أنس، مير محمد.

٥٩ – النتف في الفتاوى للعلامة السغدي، سعيد

٦٠ – الهداية للعلامة المرغيناني، امداديه.

مولانا ریاض جمیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کے گھر کو جنت بنانے کیلئے احادیث سے ماخوذ ترغیبات
پر مشتمل ایک بہترین کتاب مسلمان عورتوں کیلئے بیش بہا تحفہ

جنتی عورت

- جنتی عورتوں کا بیان
- جنتی عورتوں کی علامات
- جنتی عورتوں کے اوصاف و اعمال
- شوہر کی خدمت پر جنت کی بشارت
- سب سے اعلیٰ نعمت جنت سے افضل
- عورتوں کو جنت کا ثواب دلانے والے آسان اعمال

اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہر گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے

مرتب

مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی صاحب مدظلہ العالی

استاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور یوپی

مکتبۃ الحرمین
الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
۰۳۲۱-۴۴۹۹۴۱۲

besturdubooks.wordpress.com
بسم اللہ الرحمن الرحیم
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے
درخشاں پہلو
تالیف
مولانا مفتی سید محمد عاصم زبیر صاحب
مدرس مدرسہ احسان القرآن والعلوم النبویہ
تائید فرمودہ
حضرت سید نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی
پیش لفظ فرمودہ
حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہ
ناشر
مکتبۃ الحجرۃ اردو بازار لاہور